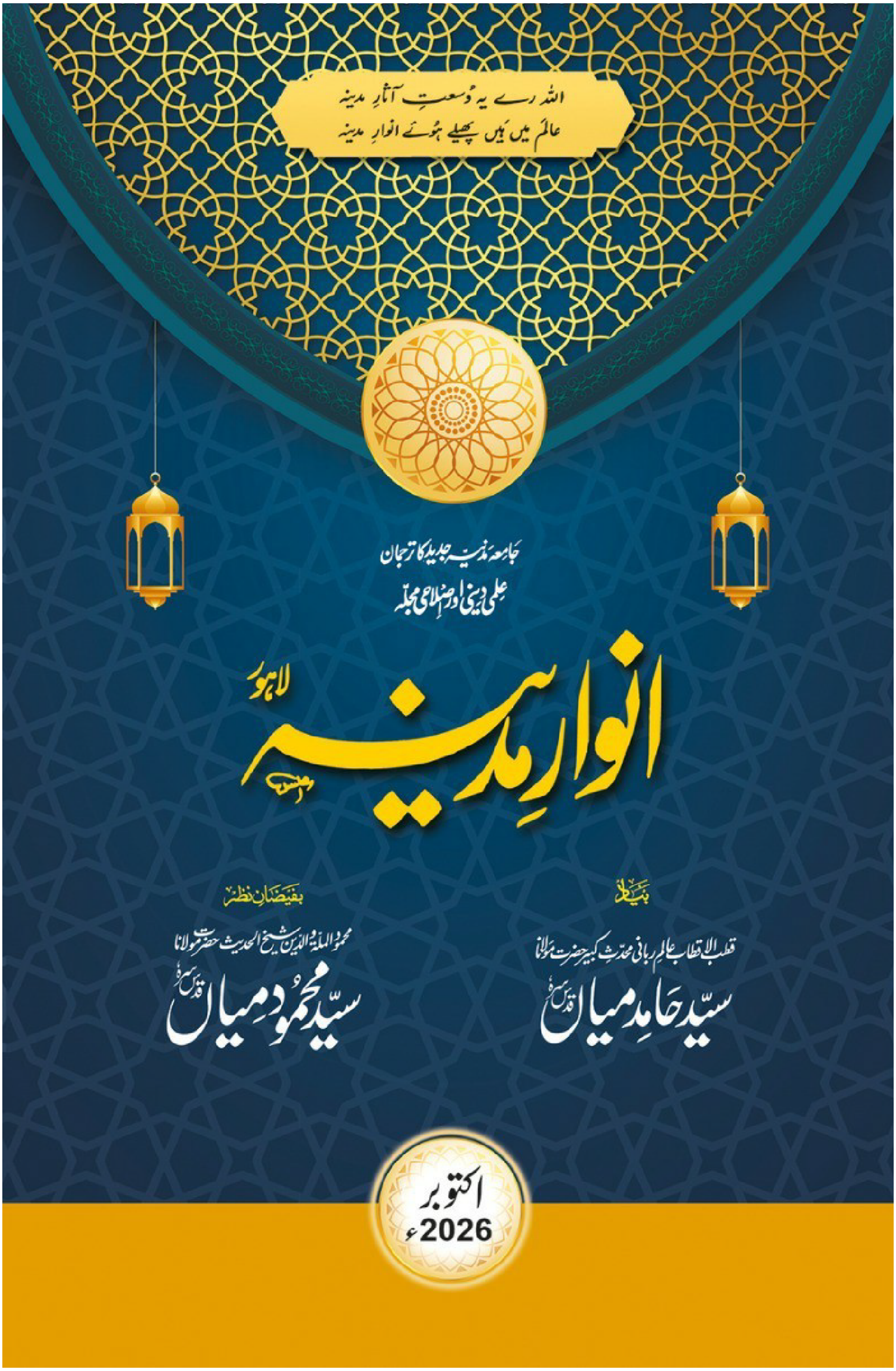

اللہ رے یہ وُسعتِ آثارِ مدینہ
عالَم میں ہیں پھیلے ہُوئے انوارِ مدینہ
جامعہ مدنیہ جدید کا ترجمان
علمی دینی اور اِصلاحی مجلہ
انوارِ مدینہ
لاہور
ماہنامہ
بانی
قطب الاقطاب عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرت مولانا
سیّد حامد میاں قدس سرہٗ
بفیضانِ نظر
محمود الملة والدین شیخ الحدیث حضرت مولانا
سیّد محمود میاں قدس سرہٗ
اکتوبر
2026ء

ماہنامہ

انوار مدینہ

شمارہ : ۱۰	ربیع الثانی ۱۴۴۸ھ / اکتوبر ۲۰۲۶ء	جلد : ۳۴

بیاد : قطب الاقطاب عالم ربانی محدث کبیر حضرت اقدس مولانا سید حامد میاںؒ

فیضانِ نظر : محمود الملّة و الدین شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ

مولانا سید رشید میاں صاحب (نگران)	مولانا محمد عابد صاحب (مدیر معاون)
مولانا نعیم الدین صاحب (مدیر)	مولانا عکاشہ میاں صاحب (مدیر مسئول)
مولانا سید مسعود میاں صاحب (نائب مدیر)	ڈاکٹر محمد امجد صاحب (مدیر منتظم)

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ 50 روپے......سالانہ 600 روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ 90 ریال

برطانیہ، افریقہ .... سالانہ 20 ڈالر

امریکہ .... سالانہ 30 ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور ای میل ایڈریس

www.jamiamadniajadeed.org

jmj786_56@hotmail.com

Whatsapp: +92 333 4249302

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

"جامعہ مدنیہ جدید" محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

موبائل : 0333 - 4249301

موبائل : 0333 - 4249302

موبائل : 0323 - 4250027

جازکیش نمبر : 0304 - 4587751

دارالافتاء کا ای میل ایڈریس اور وٹس ایپ نمبر

darulifta@jamiamadniajadeed.org

Whatsapp : +92 321 4790560

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپواکر

دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۴
درسِ حدیث	حضرت مولانا سید حامد میاں صاحبؒ	۶
خطبہ جمعہ...حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ تبلیغ	حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ	۸
درسِ حدیث.......مشرکین سے معاہدہ کی ضرورت	حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ	۱۴
محترم قاری حافظ رشید احمد صاحب شریفیؒ	حضرت مولانا قاری تنویر احمد صاحب شریفی	۳۴
عہد مغلیہ کی تعلیمی حالت : ایک تاریخی و تجزیاتی مطالعہ	مولانا سید محمد حسان میاں صاحب	۴۹
حضرت مولانا سیف الرحمٰن صاحب کابلیؒ	مولانا محمد معاذ صاحب لاہوری	۵۵
اخبار الجامعہ		۶۴
وفیات		۶۵

قطب الاقطاب عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں نور اللہ مرقدہٗ

کے سلسلہ وار مطبوعہ مضامین و دروس جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ پر پڑھے اور سنے جا سکتے ہیں

http://www.jamiamadniajadeed.org

حرفِ آغاز

اسلامی تعلیمات اور امن عالم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ !

اسلام ہمیں توحید و رسالت ،تزکیہ نفس اور عبادتِ خداوندی ،بے نفسی اور رضاءِ الٰہی کے حصول کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام نے عدل و احسان ،عفو و درگزر ،شجاعت و رحمدلی ، برائی کی جگہ نیکی ، زبان دل اور عمل کی سچائی ،شجاعت و رحمدلی ،سخاوت و ایثار ،عفت و پاکبازی ،امانت و دیانت ،شرم وحیا، حِلم و بردباری ،تواضع وخوش اخلاقی ،استقامت وحق گوئی ،عزتِ نفس مع استغناء واعتدال ،والدین اور اہلِ قرابت کے حقوق ،حقوقِ زوجین ، ہمسایوں اور یتیموں کے حقوق ،حاجت مندوں ، بیماروں اور مہمانوں کے حقوق اور انسانی برادری کے حقوق حتی کہ جانوروں کے حقوق تعلیم فرمائے ! !

نیز اسلام ہمیں فطری آداب کی تعلیم دیتا ہے ،طہارت و پاکیزگی ،مجلس کے آداب ، کھانے پینے کے آداب ، ملاقات وگفتگو کے آداب ، باہر نکلنے اور چلنے پھرنے کے آداب ، سفر کے آداب ، سونے جاگنے کے آداب ،لباس کے آداب ،خوشی اور غمی کے آداب سکھاتا ہے ! !

جھوٹ ، وعدہ خلافی ، خیانت و بددیانتی ، غداری ، بہتان ،چغل خوری ، غیبت ، دو رُخاپن ، بدگمانی ،حرص وطمع ، حسد ،بخل ، چوری ، ناپ تول میں کمی ، رشوت ، سود خوری ، شراب خوری ،فخر وغرور ، غیظ وغضب ، ظلم ، ریاکاری ،خودنمائی ،فحش گوئی ، طعنہ زنی اور فضول خرچی وغیرہ سے منع فرمایا ! !

یہ اسلامی تعلیمات کا ایک مختصر سا خاکہ ہے۔آپ خود ہی انصاف کریں کہ اگر کسی قوم میں یہ اوصاف نہ ہوں تو اسے یہ اوصاف سکھانے (کی کوشش وجدو جہد کرنا)اس قوم پر رحم کھانا ہے یا ظلم کرنا ؟

اسلام کی مذکورہ بالا تشریح کافر بھی مانتا ہے اور مسلمان بھی لیکن اسلام کا اصل مقصد دنیا میں امن اور سلامتی ہے جس کا مسلمانوں کی اکثریت کو علم بھی نہیں ! اسلام کا اصل مقصد پورے عالم میں غلبہ قائم رکھنا اور اسلامی قوانین پر عمل کرنا ہے جو نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں کو بھی جائز حقوق دیتا ہے جس سے دنیا میں امن قائم رہے گا اور ہر طرح کے ظلم کا سد باب ہو سکے گا !

آیئے ! ہم سب مل کر تعلیماتِ قرآنی اور اتباعِ سنت کو اپنائیں اور اس پر عمل پیرا ہو کر ثابت کر دیں کہ آج کی دنیا جس امنِ عالم کی متلاشی ہے وہ قرآنِ حکیم اور فرقانِ عظیم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے سے ہی حاصل ہو سکتا ہے ! یاد رکھیں اس دورِ الحاد میں اور قربِ قیامت کے زمانہ میں اگر امن وسلامتی چاہتے ہیں تو دنیا کے کونے کونے میں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کے لیے پیکرِ عمل بن کر تدبر سے تفکر سے اخلاق سے اخلاص سے ایثار سے کام لیں اور دنیا کے درندہ صفت انسانوں کے دلوں کی گہرائیوں میں اُتر کر ثابت کر دیں کہ امنِ عالم کا قیام صرف قرآنی تعلیمات ہی میں مضمر ہے ! !

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

محمد عابد

۱۷؍ربیع الثانی ۱۴۴۸ھ/۳۰؍ستمبر ۲۰۲۶ء

محمود الملّة و الدین شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں نور اللّٰہ مرقدہٗ

کے سلسلہ وار مطبوعہ مضامین و دروس جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ پر پڑھے اور سنے جا سکتے ہیں

http://www.jamiamadniajadeed.org

مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلہم

درس حدیث

قطب الاقطاب عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں نور اللہ مرقدہٗ کا مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' شارع رائیونڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے، آمین۔ (ادارہ)

استغفار کا مطلب ! استغفار کا تعلق دل سے ہوتا ہے !

(درسِ حدیث نمبر ۱۲۷ ۱۵؍ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ / ۱۵؍ جون ۱۹۸۴ء)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

حضرت آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک واقعہ نقل فرمایا ہے ایک مثال دی ہے سمجھانے کے لیے کہ ایک بندہ گناہ کرتا ہے یا ایک بندے نے گناہ کیا تو بعد میں احساس ہونے پر اس کو اپنی طبیعت میں ملامت ہوئی اور اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے گناہ ہوگیا ہے تو معاف فرمادے ! !

''استغفار'' کا مطلب :

یہ دعا اس نے کی بخشش کی دعا، اپنی معافی کی طلب اور استغفار، چاہے جس زبان میں کہہ دیا جائے اپنے الفاظ میں کہہ دے، اپنی زبان میں کہہ دے یا پھر عربی زبان میں کہہ دے حتی کہ خطا سمجھنا اور آئندہ کے لیے نہ کرنے کا ارادہ ہونا اور یہ دعا کرنا کہ یہ غلطی جو ہوئی ہے اسے معاف کردے اس کا نام ''استغفار'' ہے ! !

رائج الوقت سکہ :

غلطی کو غلطی سمجھتے ہوئے بندہ یہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ سے کہ تو مجھے معاف فرمادے اور اس کا نام

استغفار ہے، یہ چاہے کسی بھی زبان میں کہے اس کی جو مادری زبان ہو اس میں کہہ دے اور چاہے عربی زبان میں کہہ دے، افضل وہ ہے جو کلمات حدیث شریف میں آگئے ہیں وہ جنابِ رسول اللہ ﷺ کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے ہیں وہ خدا کے یہاں مقبول ہیں، ملائکہ بھی ان کو پہچانتے ہیں، جیسے رائج الوقت سکہ جو ہوتا ہے وہی چلتا ہے دوسرا کوئی نہیں چلتا اور رائج الوقت سکہ کو ہر کوئی پہچان لیتا ہے اور وہ لے لیتا ہے بلا تامل ! !

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ جو کلمات حدیث شریف میں آگئے ہیں وہ کلمات جنابِ رسول اللہ ﷺ کی زبانِ مبارک سے نکلے ہیں وہ خدا کے دربار میں خدا کی بارگاہ میں قبول ہو چکے ہیں، جب کوئی بندہ وہ کلمات ادا کرتا ہے تو وہ مقبول کلمات ہی گویا ادا ہو رہے ہیں زبان سے تو قبولیت ان کی بہت قریب ہو جاتی ہے، ملائکہ ان کلمات کو پہچانتے ہیں وہ وہاں ایسے ہیں جیسے کوئی رائج الوقت چیز ہو اس کے لینے میں کسی کو کوئی تامل نہیں ہوتا اسی طرح وہ کلمات ہیں، سب سے افضل تو وہ کلمات ہیں ! !

استغفار کا تعلق دل سے ہوتا ہے :

لیکن اگر کسی کو عربی نہیں آتی تو کیا ہو ؟ وہ اپنی زبان میں پڑھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے استغفار جو بتایا ہے وہ دل کا بتایا ہے، اگر زبان سے کوئی اس کو پڑھتا ہے تسبیح صبح سو دفعہ اور شام سو دفعہ تو اس کو ذکر کا ثواب مل جائے گا، جو اس نے خدا کا نام لیا سو دفعہ، ذکر کا ثواب الگ، اب وہ زبان سے ہی پڑھ رہا ہے دل میں اس کے معنی کا خیال بھی نہیں تو بس وہی کہلائے گا زبان سے گویا اس نے خدا کا نام لیا ذکر کیا خدا کی یاد کی تو اتنا ثواب مل جائے گا ! اور استغفار جس کا نام ہے وہ وہ ہے جو دل میں ہو ! !

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور اس پر مواخذہ بھی کر سکتا ہے ؟ میں نے اپنے بندہ کو بخش دیا ! [۱]

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

---

[۱] مشکوۃ المصابیح کتاب الدعوات باب الاستغفار و التوبۃ رقم الحدیث ۲۳۳۳

خطباتِ سید محمود میاںؒ

(۱۰)

محمود الملة والدین شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحبؒ جامعہ مدنیہ جدید کی مسجد حامد میں جمعہ کا بیان فرمایا کرتے تھے جن کی ریکارڈنگ جامعہ کے استاذ مفتی محمد فہیم صاحب کرتے تھے، ان بیانات کی افادیت کے پیشِ نظر انہیں ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ذریعہ ہر ماہ حضرتؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچانے کا اہتمام کیا جارہا ہے اللہ تعالیٰ حضرتؒ کے اس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے، آمین۔ (ادارہ)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ تبلیغ

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظرثانی : ڈاکٹر محمد امجد

(۲۳؍ رجب المرجب ۱۴۳۵ھ / ۲۳؍ مئی ۲۰۱۴ء)

❁ ❁ ❁

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

کائنات کا نظام :

اللہ تعالیٰ نے کائنات میں ایسا نظام بنا رکھا ہے کہ ہر چیز کو ترقی ہوتی ہے بلندی نصیب ہوتی ہے لیکن اس بلندی کی ایک آخری حد ہوتی ہے وہاں جا کر اس کی بلندی رک جاتی ہے ترقی نہیں ہوتی ! پھر جہاں ترقی رکتی ہے اس ترقی پر بھی وہ ہمیشہ نہیں رہتا پھر پیچھے ہٹنا شروع ہو جاتا ہے، یہ مزاج اور یہ فطرت کائنات کی ہر چیز کی ہے، چاہے چھوٹی ہو چاہے بڑی ہو، چاہے نباتات میں ہو، چاہے جمادات میں ہو، چاہے حیوانات میں ہو، ہر چیز میں یہی ایک چیز کارفرما ہے کہ وہ بلند ہوتی ہے اور بلندی پر جا کر کچھ دیر کے لیے رکتی ہے اور پھر نیچے آنا شروع ہو جاتی ہے ! !

اسی اصول کو دیکھتے ہوئے کافروں کی قومیں جو بابل (عراق) میں بہت بڑی قومیں تھیں ! ان کا اقتدار تھا لیکن وہ پوجا کرتی تھیں زہرہ کی، چاندکی اور سورج کی، زہرہ کے نام سے مندر بنا رکھا تھا، چاند کا مندر بنا ہوا تھا، سورج کا مندر بنا ہوا تھا، وہ صبح وشام ان کی عبادت کرتے تھے اور ان کی عورتیں کرتی تھیں ان کی آنے والی نسلیں کررہی ہیں، بچے بھی وہی کرتے تھے جو بڑے کرتے ہیں ! !

نبی کا استاد صرف ''اللہ'' ہوتا ہے :

اسی ماحول میں حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے، کسی نے انہیں پڑھایا نہ سکھایا، اس لیے کہ نبی نے جو بننا ہوتا ہے مستقبل میں جا کر، پہلے تو وہ بچہ ہی ہوتا ہے، کسی کو پتہ بھی نہیں ہوتا اور اسے بھی نہیں پتہ ہوتا کہ مجھے نبی بنایا جائے گا ! پھر وہ بڑا ہوتا ہے نوجوان ہوتا ہے، جوان ہوتا ہے اسے پتہ بھی نہیں ہوتا، نہ اس کے دوستوں کو پتہ ہوتا ہے، نہ ماں باپ کو پتہ ہوتا ہے کہ یہ مستقبل میں کیا بننے والا ہے ؟ وہ اسی ماحول میں رہتا ہے، اس کا کوئی استاذ نہیں ہوتا ! اوروں کے بچوں کے استاد بھی ہوں گے وہ مدرسوں میں بھی پڑھنے جائیں گے، نبی کا استاذ نہیں ہوتا ! قدرتی طور پر ماحول ہی ایسا ہوتا ہے کہ اسے مدرسہ میں بٹھانے کی نوبت ہی نہیں آتی، بٹھائیں گے بھی تو بیٹھے گا نہیں، آجائے گا، پڑھے گا ہی نہیں ! کیونکہ اگر نبی کسی سے پڑھے گا تو پھر تو وہ بڑا ہو جائے گا، نبی کا استاد بڑا ہوگا، نبی تو پھر چھوٹی چیز ہوگئی ! انسان پڑھتا تو اس سے ہے جو اُس سے بڑا ہوگا، جس نے پڑھ لیا وہ بڑا بن گیا ! تو ایک نبی بھی ہو کسی معاشرے میں اور اس سے بڑے بھی ہوں اس معاشرے میں تو پھر تو اس کا کام نہیں چلے گا، نہ اس کی بات کوئی مانے گا، نہ اطاعت کرے گا، لوگ کہیں گے تمہارے استاد تو یہ کہتے ہیں تم تو بڑے نافرمان ہو، تعصب رکھیں گے اور یہ کہیں گے جیسے نبیوں کو یہ کہا کہ اپنے باپ دادوں کی چیزوں سے ہٹ رہے ہو ! یہ کہہ کر اُن کو رد کرتے تھے اور انہیں ملامت کرتے تھے ! ایسے ہی ایک دلیل اور بنا لیتے کہ استاد کے طریقے سے ہٹ گئے ہو ! اس لیے نبی کا کوئی استاذ نہیں ہوتا، نبی کا استاد صرف اللہ تعالیٰ ہوتے ہیں ! اللہ تعالیٰ براہ راست اسے سکھاتے ہیں اس کی تربیت فرماتے ہیں، اس کا کوئی استاد اور معلم نہیں ہوتا، وہ سب کا معلم ہوتا ہے اس کا کوئی معلم نہیں ہے سوائے ''اللہ'' کے ! !

تو اس ماحول میں وہ پل رہے تھے، کوئی استاد بھی نہیں تھا، چھوٹے بڑے سب تھے رشتوں میں بڑے لوگ تھے، کوئی باپ تھا کوئی بھائی تھا کوئی چچا تھا کوئی پھوپھی کوئی خالہ یہ تو ہیں ہی فطری، رشتے کی بڑائی تھی لیکن استادی شاگردی والا رشتہ نہیں تھا ! !

جب عبادت کا موقع آیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شعور اور سمجھ آئی تو وہ چاہتے تھے کہ ان کے رشتہ دار بھی عبادت کریں، ان کا دل دماغ نہیں مانتا تھا، استاد کوئی نہیں تھا لیکن طبیعت نہیں آرہی تھی، مستقبل میں انہوں نے نبی بننا تھا، اللہ نے نبی کا دل ایسا بنایا ہوتا ہے کہ اس کی سوچ بالکل درست سمت میں چلتی ہے، غلط چیز کو چھوڑ دیتی ہے، طبیعت ہٹ جاتی ہے بھاگتی ہے اس سے، وہ نہیں آتی تھی اس پر، تو قوم کو سمجھانے کے لیے جب انہوں نے دیکھا کہ یہ تو چیز عجیب ہے یہ غلط کر رہے ہیں، کس کو پوج رہے ہیں ؟ ؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ تبلیغ :

تو انہوں نے اسی اصول کو جو کائنات کا ہے کہ ہر چیز کو ایک دفعہ عروج اور پھر زوال ہے قرار دیا ! تو انہوں نے یہ کیا کہ رات کو ایک دفعہ جب زہرہ چمکدار ستارہ رات کی تاریکی میں چمکا، تو فرمایا اے لوگو ! دیکھو یہ رب لگتا ہے، یہ کتنا عمدہ ہے، کتنا چمک رہا ہے ! آپ بھی روز دیکھتے ہیں زہرہ ستارہ نظر آتا ہے، زمین کے سب سے قریب زہرہ ہے، چمکدار ستارہ نظر آتا ہے شام کو مغرب کے وقت، ادھر مغرب کے وقت مغرب کی (سمت) مقام پر ہی نظر آئے گا ! !

﴿ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ﴾ یہ رب لگتا ہے ! اب وہ سمجھا رہے ہیں نفسیاتی انداز میں بڑی سمجھداری سے ! اب جب دیکھا کچھ دیر رات گزری تو اس بیچارے کی روشنی ختم ہونی شروع ہوگئی ﴿ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ﴾ جب روشنی ختم ہونے لگی تو کہنے لگے یہ کیسا رب ہے ؟ رب تو رب ہوتا ہے یہ تو زوال آ گیا ! یہ تو عروج آیا تھا پھر زوال آگیا یہ تو ختم ! ! تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انکار کر دیا کیونکہ ان کا تو اس طرف دل تھا ہی نہیں، لوگوں کو سمجھانے کے لیے انہوں نے یہ بات اس طرح کی تاکہ شاید ان کی بھی اصلاح ہو جائے ! !

جب وہ (زہرہ ستارہ) گیا تو چاند میاں اُٹھ آئے ﴿ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّىْ ﴾ مہینہ کے شروع میں یہ ہوتا ہے کہ چاند چھوٹا سا ہوتا ہے پھر دوسری تاریخ تیسری چوتھی پانچویں چھٹی ساتویں اور پھر چودھویں تاریخ کو پورا روشن ہوتا ہے سب کو روشنی دیتا ہے، فرمانے لگے معلوم ہوتا ہے یہ ہے رب کیونکہ وہ تو ڈوب گیا تھا ! ﴿ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِىْ رَبِّىْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ﴾ لیکن جب دیکھا انہوں نے پھر آہستہ آہستہ آہستہ ختم پھر پیلی روشنی پھر مدھم روشنی پھر بھدی روشنی پھر ساری چمک دمک خوبصورتی ختم ! پھر وہ چھوٹا سا ٹیڑھا کھڑا ہو گیا، پہلے پورا تھا، کیا بات تھی یہ تو زوال آگیا، یہ بھی ختم !

اب جب یہ بھی ختم تو سورج پوری آب و تاب کے ساتھ نکلا، چاند کو بھی ختم اور ستاروں کو بھی ختم کر دیا اس نے حالانکہ موجود ہیں لیکن سب کی روشنی ماند پڑ گئی اور اس کی وجہ سے ساری کائنات ایسی روشن چمک گئی ﴿ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّىْ هٰذَآ اَكْبَرُ ﴾ یہ رب معلوم ہوتا ہے، یہ سب سے بڑا ہے ! اور رب تو ہوتا ہی بڑا ہے، بڑا ہونا چاہیے رب کو ! وہ جو چاند تھا تو وہ اس سے چھوٹا تھا ستارہ تھا تو وہ بھی اس سے چھوٹا تھا، چھوٹا بھی ہو اور رب بھی ہو یہ کیسے ہوسکتا ہے ؟ یہ سمجھ میں آتا ہے معنوی طور پر ظاہری چیزوں کو دلیل بنا کر لوگوں کو سمجھانے کی کوشش فرما رہے ہیں، یہ بڑا ہے ! ! اب ''بڑے'' کا لفظ بول دیا انہوں نے تاکہ وہ سمجھ جائیں کہ رب کے ساتھ بڑائی کا جوڑ ہے، جس کے ساتھ سے بڑائی ہٹ جائے گی وہ رب نہیں ہوسکتا ! !

''رب'' سب سے بڑا ہوتا ہے :

﴿ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّىْ بَرِئٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴾ جب شام کو سورج بھی ڈوب گیا ! صبح چلا تھا بلند ہوتا ہوا اور پھر آہستہ آہستہ اترنا شروع ہو گیا اور اترتا اترتا ڈوب گیا اور روشنی بھی ختم، ماند پڑ گئی ! انہوں نے کہا کہ کیا بات ہے ؟ یہ تو ''رب'' نہیں ہوسکتا یہ تو ڈوب گیا، ختم ! ! اسے خود اختیار نہیں ہے اپنے پر کہ یہ روک سکے کہ یوں نکلتا ہے تو بھی مجبور ہے، اپنی مرضی سے نہیں نکلتا، یوں ڈوب رہا ہے تو مجبور ہے، اپنی مرضی سے نہیں ڈوبتا، ''رب'' کی تو مرضی ہوتی ہے ارادہ ہوتا ہے !

بڑا تو وہ ہوتا ہے جس کی مرضی اور جس کا ارادہ ہو جس کی اپنی مرضی اور ارادہ نہیں ہے تو اس میں اور کولھو کے بیل میں کیا فرق ہے ؟ کولھو کا بیل طاقت میں بھی مالک سے زیادہ ہے، خوراک میں بھی زیادہ ہے، جسم میں بھی مالک سے بڑا ہے، مالک تو بیچارہ پتلا دبلا تیل نکالنے کے چکر میں لگا ہے لیکن چونکہ مجبور ہے، مالک نے جب گھمایا گھوم گیا جب روک دیا تو رک گیا جب چارہ ڈالا چارہ کھالیا !

تو حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے کہ یہ تو ڈوب گیا ! ستاروں میں بھی پوجتے تھے زہرا کو، اس کا حشر بھی انہوں نے دکھایا خوبصورت انداز میں، چاند کو بھی پوجتے تھے اور سورج بھی تھا ان کے دین کے مرکز ! !

جس کو زوال آجائے وہ ''رب'' نہیں ہوسکتا :

کائنات کا ایک اصول ہے کہ ہر چیز کو ایک ترقی کے بعد پھر زوال آجاتا ہے ! جس کو زوال آجائے وہ ''رب'' نہیں ہوسکتا ! ''رب'' وہ ہوسکتا ہے جو ترقی دیتا ہے پھر زوال دے دیتا ہے ! ! ''رب'' وہ ہے جو سورج کو بھی اٹھاتا ہے پھر سورج کو ڈبو دیتا ہے ! چاند کو بھی روشن کرتا ہے پھر اسے بھی تاریک کر دیتا ہے ! ستارے کو بھی طلوع کرتا ہے پھر اسے بھی غروب کر دیتا ہے ! ! ''رب'' وہ ہونا چاہیے ! ان سب کو یہ منظر دکھا کر انہوں نے کہا کہ نہیں یہ ''رب'' نہیں ہے ! !

''رب'' وہ ہوگا جو بڑا بھی ہو، جو مجبور بھی نہ ہو، اور ساری چیزیں اس کے اشارے پر چلیں لہٰذا سورج بھی اسی کے اشارے پر چلتا ہے، چاند بھی اس کے اشارے پر، زہرہ بھی اس کے اشارے پر، اور ہر چیز اس کے اشارے پر چل رہی ہے وہ میرا ''رب'' ہے !

کائنات کا ایک اصول ہے کہ ہر چیز کو زوال ہے، کائنات کی کوئی چیز ایسی نہیں جو ہمیشہ رہی ہو یا ہمیشہ رہے سوائے اللہ کی ذات کے ! اس لیے انہوں نے فرمایا کہ بس ایک ''اللہ'' ہی ہے وہی سب کا مالک ہے وہی سب کا خالق ہے اسی کا ارادہ چلتا ہے وہی بڑا بھی ہے ! یہ سورج اگرچہ جسامت میں بڑا تھا لیکن جسامت میں بڑا ہے یہ اقتدار میں بڑا نہیں ہے مجبور ہے، جسم میں بڑا ہونے سے کیا ہوتا ہے ؟ جسم میں تو پہاڑ بھی بڑا ہے لیکن عقل تو انسان میں ہے پہاڑ میں نہیں ہے، اتنا سا انسان پہاڑ کے

مقابلے میں لیکن پہاڑ میں عقل نہیں ہے ! اس لیے سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی عبادت کے قابل نہیں بس ایک وہی ہے سب سے بڑھ کر جسے ''رب'' کہتے ہیں اور سب اسی اصول پر سب ہیں ! ! اللہ کا نبی نہ کسی سے سیکھتا ہے نہ پڑھتا ہے بلکہ سب کو سکھاتا ہے ! صرف اللہ اس کا استاد اور معلم ہوتا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عجیب وغریب اسلوب اختیار کر کے اپنی قوم کو سمجھانے کی کوشش کی ہے !

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی دین کی صحیح سمجھ دے اور ہمیں اپنی سچی محبت عطا فرمائے، آمین ! !

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارُالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے۔ (ادارہ)

درسِ حدیث (۱۰) اسلامی مارشل قوانین (۸)

محمود الملة والدّین شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحبؒ جامعہ مدنیہ جدید کی مسجد حامد میں ''خانقاہ حامدیہ چشتیہ'' کے تحت ہونے والی مجلس ذکر کے بعد ہر اتوار بعد نمازِ مغرب درس حدیث دیا کرتے تھے جن کی ریکارڈنگ جامعہ کے استاذ مفتی محمد فہیم صاحب کرتے تھے، ان دروس کی افادیت کے پیش نظر اِن دروس کو ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ذریعہ ہر ماہ حضرتؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچانے کا اہتمام کیا جارہا ہے، اللہ تعالیٰ حضرتؒ کے اس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے، آمین (ادارہ)

مشرکین سے معاہدہ کی ضرورت

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظر ثانی : ڈاکٹر محمد امجد غفرلہٗ

(۲۱ر جمادی الاوّل ۱۴۳۵ھ / ۲۳ر مارچ ۲۰۱۴ء)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

امام محمد رحمة اللہ علیہ نے اپنی کتاب اَلسِّیَرُ الکَبِیْر میں ایک باب منعقد کیا ہے بَابُ الْمُوَادَعَةِ جس میں ایک روایت نقل فرماتے ہیں قَالَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ لَا یَنْبَغِیْ مُوَادَعَةُ اَھْلِ الشِّرْکِ اہلِ شرک سے معاہدوں کی ضرورت مناسب نہیں ہے، جنگ کرنے یا نہ کرنے کا معاہدہ اس کی بات ہو رہی ہے، تجارت کرنی ہے تجارتی معاہدے ہیں، پاسپورٹ ویزے کے وہ تو ہوں گے وہ تو چلتے ہیں ان کی بات نہیں ہے !

فرماتے ہیں اِذَا کَانَ بِالْمُسْلِمِیْنَ عَلَیْھِمْ قُوَّةٌ جب مسلمانوں کو ان پر قدرت ہو، قابو ہو اور ان سے زیادہ طاقتور ہوں فوجی اعتبار سے، عسکری اعتبار سے، سیاسی اعتبار سے مضبوط ہوں مسلمان

تو پھر مناسب نہیں ہے کہ اہلِ شرک سے معاہدہ کیا جائے، کیوں ؟ فرماتے ہیں لِاَنَّ فِیْهِ تَرْكَ الْقِتَالِ الْمَاْمُوْرِ بِهٖ اس لیے کہ اس میں قتال سے دستبردار ہونا ہے کہ ہم نہیں لڑیں گے جس کا حکم دیا گیا ہے ! اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ان سے قتال کرو یا قتال کے لیے تیار رہو ! یہ تو نہیں مطلب کہ بس لڑتے ہی رہو ہر وقت، مطلب یہ ہے کہ جب لڑنے کی ضرورت ہو، لڑو، ایسی تیاری رہے کہ لڑنے کی ضرورت پڑے تو لڑ سکیں تو پھر ہمیں معاہدے کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہمارے پاس فوج ہے اور ساز و سامان بھی ہے، مضبوطی ہے معاشی طور پر بھی تو پھر کیا ضرورت ہے کہ ہم ان سے معاہدہ کریں ؟ وہ تو ہمارے اپنے حالات پر اور صوابدید پر ہے، مناسب سمجھیں گے حملہ کرنا یا ضرورت سمجھیں گے کسی اقدامی کارروائی کی تو حملہ کریں گے، نہیں تو نہیں کریں گے، وہ ہمارا مسئلہ ہے اس میں ہم کوئی معاہدہ ان سے نہیں کریں گے ! !

لِاَنَّ فِیْهِ تَرْكَ الْقِتَالِ الْمَاْمُوْرِ بِهٖ اَوْ تَاْخِیْرَهٗ یا قتال کو چھوڑنا پڑتا ہے اس معاہدے کی وجہ سے یا اسے مؤخر کرنا پڑتا ہے کہ قتال مؤخر ہو گیا، کریں گے ہی نہیں یا اب نہیں کریں گے، یا چھ ماہ نہیں کریں گے یا ایک سال نہیں کریں گے اسے مؤخر کر دیا حالانکہ حکم دیا گیا ہے کہ کرو !

﴿ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ ﴾[1] تیار رہو جب ضرورت ہو، اپنی آزادی سے فیصلہ خود کرو کہ لڑنا ہے یا نہیں لڑنا، معاہدوں کی ضرورت نہیں ہے ! !

وَذٰلِكَ مِمَّا لَا یَنْبَغِیْ لِلْاَمِیْرِ اَنْ یَّفْعَلَهٗ مِنْ غَیْرِ حَاجَةٍ اور یہ قتال کو چھوڑنا یا اس کو مؤخر کرنا یہ ایسی چیزوں میں ہے جو امیر کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ یہ کام کرے مِنْ غَیْرِ حَاجَةٍ جبکہ اس کی ضرورت بھی نہ ہو ! اگر ضرورت ہو تو پھر اور بات ہے ! کیوں نہیں کرنا مناسب ؟ کہتے ہیں قرآن پاک میں آتا ہے دلیل آگئی قرآن پاک سے، بین الاقوامی معاہدہ ہے کافروں سے، دلیل قرآن سے نکل رہی ہے حدیث سے آرہی ہے، کیونکہ فرمایا ﴿ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴾[2] بزدل نہ بنو، کمزور مت بنو ﴿ وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ﴾ تم ہی سپر طاقت ہو،

---

[1] سورۃ الانفال : ۶۰ [2] سورۃ آل عمران : ۱۳۹

تم ہی حاوی، غالب، برتر ! تم زَبر ہو، وہ زِیر ہیں ! تم قاہر ہو، وہ مقہور ہیں ! لیکن کب ؟ ؟ بشرطیکہ تم کامل مومن ہو ﴿ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴾ سپر طاقت مسلمانوں کا حق ہے ! وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ

''نیو ورلڈ آرڈر'' کا مطلب ہے دنیا کی جہانگیری، حکم چلانا یہاں یہ ہوگا، یہاں یہ ہوگا، یہاں اڈے بنیں گے، یہاں نہیں بنیں گے، یہاں یہ کام ہوگا، یہ نہیں ہوگا ! !

اب یہ کام کون کر رہا ہے ؟ ''امریکہ'' ! صاحب بہادر ! ہماری غفلتوں کی وجہ سے کافروں کے پاس ہے اور جو چند طاقتیں ہیں کافروں کی بس ان ہی کے پاس ہیں، مسلمان طاقتوں کے پاس کچھ نہیں ہے ! مسلمان تو اتنے کمزور ہو گئے ابھی فلسطین کے ایک نمائندے کا بیان بھی آیا ہے کہ اس وقت جو عرب کا اور مسلمانوں کے اشتراک اور انتشار کا حال ہے اس سے اسرائیل کو بہت فائدہ ہو رہا ہے ! پورا فائدہ اٹھا رہا ہے، اس انتشار سے جو مسلمانوں میں اس وقت دنیا میں ہے، مصر کا حال دیکھ لیں، شام کا حال دیکھ لیں، سعودی عرب کے پاس تو فوج ہی نہیں ہے، دیکھی ہے ہم نے بھی وہاں سڑکوں پر چلتے ہوئے ان کے فوجی برائے نام، سعودی عرب پاکستان سے بڑا ملک ہے، آبادی بہت تھوڑی ہے لیکن جتنی آبادی ہے اس کے تناسب سے بھی انہوں نے فوج نہیں بنائی کہ تیاری رکھتے ! !

اگر فوج کی تعداد کم ہو لیکن راکٹ بہت سارے ہوں گوداموں میں بھرے ہوئے ایٹم بم اور راکٹ تو پھر وہ فوج مضبوط ہے، دنیا ڈرتی ہے اس سے، چاہے ان کی اپنی تعداد کم ہو، وہ نہیں کیا انہوں نے، کچھ نہیں کیا ! بحرین کے پاس قطر کے پاس کچھ نہیں، بس رائل فورس رکھی ہوئی ہے بس شاہی فورس، شاہی فورس بھاگنے میں ماہر ہے نکمی وہ رائل فورس ہے ان کی، عرب ممالک کے جتنے شہزادے ہیں، سارے شہزادے نازک ہیں لڑنا نہیں جانتے، کچھ قوتیں جو لڑنے کے قابل تھیں انہیں توڑ کے تباہ کر دیا، عراق کی فوج مضبوط تھی ختم کر دیا، مار مار کر برباد کر دیا، مسلمان ساتھ ملے کافروں کے، مسلمانوں نے مل کر مروایا مصر کی قوت تھی ختم، شام کی قوت بہت بڑی تھی، اس پر مسلط کر دیا حافظ الاسد کو اور اب حافظ الاسد کے بعد بشارالاسد ہے، وہاں اب یہی لڑائی ہو رہی ہے کہ وہاں کچھ قوتیں اس کو ہٹانا چاہتی ہیں اور ایران پوری مدد کرتا ہے کہ ہم کسی صورت بھی اس کو ہٹانے نہیں دیں گے !

اب حالات بہت خطرناک ہوتے جارہے ہیں ، ایسا لگتا ہے کہ بہت جلد کوئی پلٹا کھائے گی صورتحال ﴿ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْـتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾ سپر طاقت تمہارا ہی حق بنتا ہے بشرطیکہ تم کامل مومن ہو ! نیو ورلڈ آرڈر تمہارا حق ہے یعنی دنیا کی قیادت کرنا تمہارا حق ہے ! !

سیاسی حکمت عملی :

آگے فرماتے ہیں وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ بِالْمُسْلِمِيْنَ قُوَّةٌ عَلَيْهِمْ اگر حالات ایسے ہوں کہ مسلمانوں میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ ان سے لڑسکیں مقابلہ کرسکیں کمزور ہیں تو فَلَا بَاْسَ بِالْمُوَادَعَةِ تو پھر کوئی حرج نہیں، معاہدہ کرلو کیونکہ سیاسی حکمت عملی اسی میں ہے کہ معاہدہ کرلیا جائے ! یہ امورِ سیاست آگئے یہ سیاست ہے، سیاست کے بارے میں آپ کو پہلے بھی بتایا تھا ! لِاَنَّ الْمُوَادَعَةَ خَيْرٌ لِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَالَةِ اس حالت میں معاہدہ کرنا مسلمانوں کے لیے بہتر ہے، یہ کیوں، کیسے کہہ رہے ہیں آپ ؟ فرماتے ہیں دلیل قرآن پاک سے آرہی ہے ﴿ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ﴾[1] اگر حالات معاہدے کے ہوں اور وہ معاہدہ کرنا چاہ رہے ہیں تو آپ بھی ان سے معاہدہ کرلیجیے اور اللہ پر بھروسہ کیجیے ! !

معاہدہ کرنا بھی جہاد ہی کی تدبیر ہے :

وَلِاَنَّ هٰذَا مِنْ تَدْبِيْرِ الْقِتَالِ دوسری بات یہ کہ یہ بھی قتال کی تدبیروں میں سے ایک تدبیر ہے، یہ بھی جہاد ہی ہے، یہ بات سمجھا رہے ہیں، یہ معاہدہ بھی جہاد کا ایک داؤ ہے لڑائی کی ایک تدبیر ہے ! اب اسے تدبیر کہہ لیں یا لڑائی کی سیاست کہہ لیں ،عربی میں تدبیر اور سیاست کا مطلب ایک ہے، سیاست بھی عربی لفظ ہے اور تدبیر بھی عربی لفظ ہے تو تدبیر کہہ لیں، سیاست کہہ لیں، حکمت کہہ لیں ! !

یہ سب اس میں آتا ہے آپ نے پڑھا ہوگا فلسفہ میں، تہذیب منزل فلسفے میں سب سے پہلے شروع کرتے ہیں یہ قسمیں بتادیں کہ تہذیب اخلاق، تدبیر منزل، سیاستِ مدن ! تو اب ''تدبیر منزل'' کا مطلب گھر کے معاملات کی تدبیر کرنا، ''سیاست مدن'' شہروں کے معاملات کی تدبیر کرنا، اب تدبیر کا

---

[1] سورۃ الانفال : ۶۱

لفظ چاہے اُدھر لگا دیں اور سیاست کا اُدھر لگا دیں مطلب ایک ہی ہے سیاست مدن تدبیر منزل کے بجائے کہہ دیں سیاست منزل اور اُدھر سیاست مدن کے بجائے کہہ دیں تدبیر مدن، مطلب ایک ہے !

تو فرمارہے ہیں وَلَاَنَّ هٰذَا مِنْ تَدْبِيْرِ الْقِتَالِ فَاِنَّ عَلَى الْمُقَاتِلِ اَنْ يَّحْفَظَ قُوَّةَ نَفْسِهٖ اَوَّلًا کیونکہ مجاہد پر مقاتل پر لڑنے والے پر یہ لازم ہے کہ سب سے پہلے اپنی جان اور اپنی قوت محفوظ کرلے جتنی بھی ہے کم یا زیادہ قوت جو ہے وہ محفوظ رکھے ثُمَّ يَطْلُبُ الْعُلُوَّ وَالْغَلَبَةَ پھر آہستہ آہستہ غلبہ اور بلندی کو طلب کرے، کوشش کرے اس عرصے میں کہ کارخانے ، فیکٹریاں ، راکٹ ، میزائل ، فوج کی بھرتی ، جوانوں کی بھرتی ، ٹریننگ ، تربیت ، سال ، دوسال ، چارسال ، پانچ سال کے اندر اندر مضبوطی اختیار کرتا رہے ! تو یہ لڑائی کی تدبیر ہوگئی ! مقاتل پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ اپنی جو قوت ہے چاہے وہ پوری نہیں ہے تھوڑی ہے اس تھوڑی قوت کو بھی تو سنبھال کر رکھے ، جب یہ تھوڑی قوت سنبھلے گی تب اگلی کا اضافہ ہوگا اور اگر یہ بھی ختم ہوگئی تو اضافہ کیسے ہوگا ؟

تو فرماتے ہیں کہ ثُمَّ يَطْلُبُ الْعُلُوَّ وَالْغَلَبَةَ اِذَا تَمَكَّنَ مِنْ ذٰلِكَ جب اس پر قدرت قابو ہو تو پھر اس کو بڑھائیں جب بڑھ جائے گا پھر ہم مضبوط ہو جائیں گے پھر ہمیں ضرورت نہیں کہ ہم ان سے معاہدہ کریں، ہم کل کو معاہدہ ختم کرسکتے ہیں، ہمارا تمہارا معاہدہ ختم ! تو یہ معاہدہ کرنا یہ بھی ایک حکمت ہے اور یہ بھی قتال اور جہاد کا ایک حصہ ہے اس کی وجہ سے یہ نہیں کہیں گے جہاد چھوڑ دیا بلکہ جہاد جاری ہے اس میں بھی جہاد کا اجر اور ثواب ملے گا، یہ حالت جہاد ہی کہلائے گی ! !

مثال سے وضاحت :

ہم نے پہلے بتایا تھا کہ امام محمدؒ عقلی دلیل بھی دیتے ہیں نقلی بھی دیتے ہیں یہاں عقلی دلیل دی ﴿وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا﴾[1] نقلی دلیل دی پھر عقلی دلیل دی پھر اس کے ساتھ اس دلیل کو واضح کرنے کے لیے استشہاد کر رہے ہیں قریب اِلی الفہم کرنے کے لیے ایک مثال دے رہے ہیں اَلَا تَرٰى اَنَّ الصَّغِيْرَ يَمُصُّ اللَّبَنَ مَا لَمْ تَنْبُتْ اَسْنَانُهٗ کیا تم نہیں دیکھتے بچہ ماں کی گود میں ہوتا ہے،

---

[1] سورة الانفال : ٦١

وہ کیا کرتا ہے ؟ ماں کا دودھ چوستا ہے جب تک اس کے دانت نہیں نکلتے ! اب اس میں قوت ہی اتنی ہے کہ چوس سکتا ہے لے سکتا ہے بڑھے گا آہستہ آہستہ اَنَّ الصَّغِیْرَ یَمُصُّ اللَّبَنَ مَا لَمْ تَنبُتْ اَسْنَانُہٗ جب تک اس کے دانت نہیں نکلتے تو وہ چوستا رہتا ہے ثُمَّ یَمْضُغُ اللَّحْمَ بَعْدَ نَبَاتِ الْاَسْنَانَ جب دانت نکلتے ہیں تو گوشت چبانا شروع کر دیتا ہے ! اب اگر وہ اسی وقت جب دانت نہیں نکلے گوشت چبانا شروع کردے کہ نہیں میں تو گوشت ہی چباؤں گا تو نہیں چبے گا اور وہ بوٹی حلق میں اُتر کر پھنس جائے گی یا معدے میں جا کر پھنس جائے گی اور زندگی ختم ! تو فرما رہے ہیں کہ اس کو یہ وقت گزارنا پڑے گا انتظار کرنا پڑے گا دانتوں کے اُگنے کا پھر گوشت چبائے ابھی نہ چبائے ابھی رک جائے ! اگر بچہ کہے کہ نہیں میں نے تو دودھ بھی پینا ہے اور میں نے تو یہ بھی لینا ہے تو کچھ بھی نہیں، سب ختم ! !

معاہدہ بھی قتال کا حصہ ہے :

مثال دے رہیں ہیں کہ جیسے بچے کا ایک قدرتی عمل ہے کہ بچہ دودھ چوستا ہے جب تک دانت نہیں نکلتے پھر جب دانت نکلتے ہیں تو گوشت چبانا شروع کر دیتا ہے فَبِھٰذَا یَتَبَیَّنُ اَنَّ النَّظَرَ فِی الْمُوَادَعَةِ عِنْدَ ضَعْفِ حَالِ الْمُسْلِمِیْنَ اس مثال سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حکمت اور نظر، شفقت یا بہتری اسی میں ہے کہ جب مسلمان کمزور ہوں تو معاہدے کرلیں ! جب آپ کمزور ہوں یا کمزور نہیں طاقتور ہیں لیکن کفر کسی وجہ سے بہت مضبوط ہوگیا، انہوں نے آپس میں اور قوتیں ملالیں اور معاہدے کر لیے اور آپ ویسے ہی تھے لیکن وہ کسی وجہ سے زیادہ طاقتور ہوگئے جیسے آج کل، تو اب معاہدہ کرکے وقت گزارو ! یہ بھی قتال کا ہی حصہ ہے ! !

وَفِی الْاِمْتِنَاعِ مِنْھَا وَالْاِشْتِغَالِ بِالْقِتَالِ عِنْدَ قُوَّةِ الْمُسْلِمِیْنَ جب مسلمانوں کی قوت ہوجائے تو پھر اس کے بعد قتال ہونا چاہیے وَاسْتَدَلَّ عَلٰی جَوَازِ الْمُوَادَعَةِ کہتے ہیں کہ یہ معاہدہ صحیح ہے، درست ہے اس پر مزید استدلال کر رہے ہیں بِمُبَاشَرَةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ ذٰلِکَ کیونکہ نبی علیہ السلام نے ایسا کیا ! دلیلیں ساری مضبوط ہیں، دلیل قرآن اور حدیث سے لے رہے ہیں نبی علیہ السلام نے ایسا کیا، حدیث سے دلیل آگئی وَالْمُسْلِمِیْنَ بَعْدَہٗ اِلٰی یَوْمِنَا ھٰذَا اور تمام

مسلمان حکومتوں نے اس طرح کے معاہدے کیے ہیں آج تک ،صاحبِ کتاب لکھ رہے ہیں جس زمانے میں وہ تھے، کہتے ہیں آج تک اس دور تک مسلمان بھی اسی طرح کررہے ہیں کہ جہاں ضرورت ہو معاہدہ کرنے کی وہاں معاہدہ کرتے ہیں !

مدینہ منورہ میں یہودیوں سے معاہدہ :

مُحَمَّدُ بْنُ کَعْبِ الْقُرَظِیْ فرماتے ہیں کہ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْمَدِیْنَةَ امام محمدؒ یہاں نقل کرتے ہیں کہ جب مدینہ منورہ میں آپ تشریف لے آئے تو نبی علیہ السلام نے سارے یہودیوں سے معاہدہ کیا وَکَتَبَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَھَا کِتَابًا اُن کے اوران کے درمیان معاہدہ لکھا وَاَلْحَقَ کُلَّ قَوْمٍ بِحُلَفَائِھِمْ ہرقوم کو جواُن کے حُلفَاء (حلیف) میں سے تھے ان کو یکجا کیا اور پیغام بھیجا انہوں نے کہ دیکھو ہم نے یہ معاہدہ کرلیا نبی علیہ السلام سے،تم ہمارے حلیف ہوتم بھی اس معاہدے کے پابند ہوگئے ! بَنُوْ اَلْقُرَیْظَةُ سے کیا بَنُوْ اَلنَّضِیْرُ سے کیا بَنُوْ اَلْقَیْنُقَاعُ سے کیا،سب یہودیوں کے قبیلے تھے ، پھراور بھی جو چھوٹے قبیلے تھے ان سے کیا، چھوٹے بڑے، پھران کے جو قبیلے تھے جن سے ان کے معاہدے تھے انہوں نے معاہدے کی کاپی وہاں بھیجی کہ اس معاہدے کی وجہ سے ہم چونکہ پابند ہیں ہمارااور نبی علیہ السلام کا معاہدہ ہے اور تمہارا ہمارا معاہدہ ہے لٰہذا تم بھی اس معاہدے کے پابند ہو ! !

وَکَانَ فِیْمَا شَرَطَ عَلَیْھِمْ اوراس معاہدہ میں جوشرطیں طے ہوئی تھیں یہی تھا کہ اَلَّا یُظَاھِرُوْا عَلَیْہِ عَدُوًّا نبی علیہ السلام کے خلاف سب مل کر دشمنی کے طور پر کارروائی نہیں کریں گے ! !

ثُمَّ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِیْنَةَ بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ جب نبی علیہ السلام غزوہ بدر کے بعد واپس تشریف لائے ہیں تو بَغَتْ یَھُوْدُ تو یہودیوں نے بغاوت کردی ! معاہدہ توڑ دیا، بدعہدی کی،عہد شکنی کی کیونکہ عہد شکنی کرنا ان کی فطرت ہی میں ہے،معاہدے کررکھے تھے ! !

وَقَطَعَتْ مَا کَانَ بَیْنَھَا وَبَیْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مِنَ الْعَھْدِ فَاَرْسَلَ اِلَیْھِمْ لیکن غزوہ بدر کے بعد انہوں نے عہد شکنی کی بدعہدی شروع کی تو نبی علیہ السلام نے ان کی طرف پیغام بھیجا اور جمع کیا فَجَمَعَھُمْ وَقَالَ یَا مَعْشَرَ یَھُوْدَ اَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا اسلام لے آؤ محفوظ ہوجاؤ گے ! !

اَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا محفوظ رہوگے داخل ہو جاؤ اسلام میں فَوَ اللّٰہِ اِنَّکُمْ لَتَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ تم جانتے ہو باخدا کہ میں اللہ کا رسول ہوں، تمہیں پتہ ہے کیونکہ آسمانی کتابیں تمہارے پاس ہیں ان کو تم پڑھتے ہو اور ان میں میرے آنے کی خبر دی گئی ہے کہ میں نے آنا ہے، اللہ کے رسول نے آنا ہے اَسْلِمُوْا دیکھو اسلام لے آؤ اَسْلِمُوْا قَبْلَ اَنْ یُّوْقِعَ اللّٰہُ تَعَالٰی بَیْنَکُمْ مِثْلَ وَقْعَةِ قُرَیْشٍ بِبَدْرٍ اسلام لے آؤ اس سے پہلے کہ اللہ تعالیٰ تم میں بھی ویسی ہی آفت نازل کردے جو قریش پر بدر کے دن نازل ہوئی ! سارے ہی مارے گئے ! !

خیر وہ تفصیل الگ ہے کہ نبی علیہ السلام بدر میں تھے، پیچھے انہوں نے یہاں بدعہدی شروع کردی پھر بلایا بات چیت کے ذریعے معاملہ حل کرلیں مسلمانوں اور ہم میں کھچاؤ ہو گیا تھا ان کی بدعہدی کی وجہ سے پھر بھی کوشش کی نبی علیہ السلام نے کہ رفع دفع کرلیں گے لیکن سرکش تھے بہت غرور تھا، وہ نہیں مانے ! !

فَصَارَ هٰذَا اَصْلًا بِجَوَازِ الْمُوَادَعَةِ عِنْدِ ضَعْفِ حَالِ الْمُسْلِمِیْنَ تو یہ جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معاہدہ کیا مدینہ منورہ آکر یہ ایک اصول بن گیا جوازِ مُوَادَعَةْ کا جبکہ مسلمان کمزور ہوں کیونکہ نبی علیہ السلام وہاں آئے تھے اور ابھی مسلمان وہاں مضبوط نہیں ہوئے تھے نئی جگہ تھی آپ کے لیے مہاجرین کے لیے، کمزور تھے ابھی وہاں اور خود انصار جو تھے وہ بھی مضبوط نہیں تھے اس وقت بہت کمزور تھے آپس میں پہلے ان کی ایک سو بیس سال سے جنگیں چل رہی تھیں جن سے ان کا ستیاناس ہوا ہوا تھا تو نبی علیہ السلام کی وجہ سے اللہ نے ان کی صلح کرائی دشمنی ختم ہوئی لیکن مضبوط ہونے میں تو وقت لگتا ہے اس لیے ابھی حالات کمزور تھے اور اِدھر اُدھر سے نبی علیہ السلام کو خطرات تھے اس لیے آپ نے معاہدے کر لیے تھے ! ! هٰذَا اَصْلًا بِجَوَازِ الْمُوَادَعَةِ عِنْدَ ضُعْفِ حَالِ الْمُسْلِمِیْنَ لٰہذا جب مسلمانوں کی حالت کمزور ہو تو مَوَادَعَةْ جائز ہے ! !

وَالْاِقْدَامِ عَلَی الْمُقَاتَلَةِ عِنْدَ قُوَّتِهِمْ اور لڑنے کے لیے آگے بڑھنا اس وقت ہے جب مسلمان مضبوط ہوں، جب مضبوط نہ ہوں تو پھر ذرا ہوشیار رہو، دانتوں کو آنے دو، دانت آجائیں

بس پھر ٹھیک ہے جب تک دانت نہیں آئے تو گوشت کھانے کی کوشش مت کرو ! !

آگے فرماتے ہیں کہ جب ان سے معاہدہ کیا تو اس معاہدے پر کوئی اگر مال طے ہو جائے کہ معاہدہ تو ہم کر رہے ہیں تم سے نہیں لڑیں گے لیکن تم ہر سال ہمیں اتنا مال دو گے تو یہ درست ہے یا نہیں؟ امام محمدؒ فرماتے ہیں فَلَا بَأْسَ بِهٖ اس طرح کا معاہدہ کرسکتے ہیں !

لِاَنَّهٗ لَمَّا جَازَ اَنْ يُّوَادِعَهُمْ بِغَيْرِ شَيْءٍ يَأْخُذُهٗ مِنْهُمْ فَالْمُوَادَعَةُ بِمَالٍ يَأْخُذُهٗ مِنْهُمْ اَجْوَزُ تو کہتے ہیں کہ اگر مُوَادَعَةٌ مال سے ہو رہا ہے کہ تم ہمیں کچھ مال دے دو، ایسے ہم لڑ بھی نہیں سکتے معاہدہ کرنا چاہتے ہیں لیکن معاہدے میں کچھ ایسی حکمت سے کام لیا کہ معاہدہ بھی کریں گے لیکن تم ہمیں ہر سال اتنا پیسہ ڈالر پاؤنڈ دو، اس میں کوئی حرج نہیں ! کہتے کرلو، ان سے پیسہ آ ہی رہا ہے، تو کوئی حرج نہیں اَجْوَزُ وَذٰلِكَ الْمَالُ بِمَنْزِلَةِ الْخَرَاجِ یہ مال خراج کے حکم میں ہوگا جو لیا جاتا ہے اس میں سے خُمس نہیں نکالا جائے گا اور اسے خراج کی جگہ خرچ کیا جائے گا، اس مال کا حکم وہی ہوگا جو خراج کا حکم ہے لِاَنَّهٗ مَالُ اَهْلِ الْحَرْبِ کیونکہ یہ اہلِ حرب کا مال ہے حَصَلَ فِيْ اَيْدِي الْمُسْلِمِيْنَ یہ مسلمانوں کے ہاتھوں آیا ہے لَا بِاِيْجَافِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ بغیر لڑے ہوئے، بغیر لڑے ہوئے آتا ہے فَلَا يَكُوْنُ مِنَ الْغَنِيْمَةِ لہٰذا یہ مالِ غنیمت کے حکم میں نہیں ہے فَلَا يَكُوْنُ مِنَ الْغَنِيْمَةِ فِيْ شَيْءٍ كَمَا اَشَارَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِقَوْلِهٖ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے ﴿ فَمَا اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ ﴾[1]

مرتدین سے معاہدہ :

آگے ایک اور بات آگئی مرتد ہو گئے کچھ لوگ العیاذ باللّٰہ اللہ ہمیں بچائے ! کسی شہر کے، کسی علاقے کے، کسی صوبے کے وَلَا بَأْسَ فِيْ هٰذِهِ الْحَالَةِ بِمُوَادَعَةِ الْمُرْتَدِّيْنَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰى دَارِهِمْ مرتد ہو گئے اور اپنے شہر پر غالب آگئے قبضہ کرلیا مورچوں پر، اس پر، سب اور وہ مضبوط ہیں وہاں پر تو کہتے ہیں اگر معاہدہ کرنا پڑ جاتا ہے تو مرتد سے بھی کرسکتے ہیں لِاَنَّهٗ لَا قُوَّةَ لِلْمُسْلِمِيْنَ

---

[1] سورۃ الحشر : ٦

عَلٰی قِتَالِھِمْ کیونکہ مسلمانوں کو اس وقت ان سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے وہ ہم میں سے تو تھے، گھر کا آدمی اگر بغاوت کر دے تو وہ زیادہ پریشانی کا سبب بنتا ہے وہ ہمارے حالات، کمزوریاں، خوبیاں، خامیاں سب جانتا ہے اس لیے وہاں پر بہت سوچ سمجھ کے کام لینا ہے، جوش سے کام نہیں لینا ہوگا تدبیر سے کام لینا ہے تو امام صاحب کہتے ہیں ان مرتدین سے معاہدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے ! فَکَانَتِ الْمُوَادَعَةِ خَیْرًا لَّھُمْ ان مرتدین کے لیے اس میں بہتری ہے ! !

مرتدین سے معاہدہ کے ساتھ ٹیکس لینا جائز نہیں :

وَلٰکِنْ یَکْرَہُ لیکن ناپسند ہے کہ ان سے اس پر جُعْلْ لیا جائے بِخِلَافِ اَھْلِ الْحَرْبِ جیسے کہ پہلے وظیفہ لیا گیا ٹیکس لیا گیا اہلِ حرب سے، ان مرتدین سے نہیں لیں گے جیسا کہ پہلے گزرا کہ اہلِ حرب سے معاہدہ کے ساتھ پیسہ لے سکتے ہیں لیکن ان سے نہیں لینے جو مرتد ہو گئے ! !

لیکن کہتے ہیں وَاِنْ اَخَذَ الْاِمَامُ ذٰلِكَ مِنْھُمْ معاہدہ بھی کیا مال بھی لے لیا امام نے، قائد نے، صدر نے، وزیر اعظم نے، جو بھی سالار ہو، مال بھی طے کر لیا تو پھر ٹھیک ہے پھر اسے واپس کرنے کی بھی ضرورت نہیں کہ اب واپس کرو لِاَنَّہٗ لَا اَمَانَ لَھُمْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فِیْ نُفُوْسِھِمْ کیونکہ ان کے نفوس کی ان کی جانوں کی مسلمانوں نے کوئی امان تو نہیں دی، وہ تو مضبوط تھے اس وجہ سے ہم نے معاہدہ کر لیا کہ اگر نہیں کریں گے تو یہ اور نقصان پہنچائیں گے تو چلو معاہدہ کر کے ذرا وقت گزار لیں تو ہم نے ان کی جانوں کا امان تو نہیں دیا ! امان نہیں ہے لِاَنَّہٗ لَا اَمَانَ لَھُمْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فِیْ نُفُوْسِھِمْ وَلَا فِیْ اَمْوَالِھِمْ نہ ان کے مالوں میں وَبَعْدَ مَا غَلَبُوْا عَلٰی دَارِھِمْ اور جب غلبہ دے دیا گیا ان کو دَارْ پر فَقَدْ صَارَتْ دَارُھُمْ دَارَ الْحَرْبِ تو ان کا دَارْ دَارُ الْحَرْبْ ہو گیا ایک قسم کا حَتّٰی اِذَا وَقَعَ الظُّھُوْرُ عَلَیْھِمْ یَکُوْنُ مَالُھُمْ غَنِیْمَةٌ لِّلْمُسْلِمِیْنْ جب آپ کو، کل کو وہاں غلبہ نصیب ہو گیا تو ان مرتدوں کا سارا مال مسلمانوں کے لیے غنیمت ہو گا ! ! ایسے ہی اُن سے جو مال لیا جائے گا مُوَادَعَةْ کے ذریعے یَکُوْنُ سَالِمًا لِلْمُسْلِمِیْنَ وہ بھی واپس نہیں کیا جائے گا وَاِنْ اَسْلَمُوْا اگرچہ وہ اسلام لے آئیں بعد میں داخل ہو جائیں لیکن ان کو مال واپس نہیں کیا جائے گا ! !

باغیوں سے معاہدہ :

وَ کَذٰلِكَ لَا بَاْسَ بِمُوَادَعَةِ اَهْلِ الْبَغْیِ اب بتا رہے ہیں باغیوں کا حکم ! ایک تو ہے کہ ایک شہر کے لوگ خدانخواستہ مرتد ہوگئے اسلام چھوڑ کر نکل گئے ، مرتد نہیں ہوئے ، مسلمان ہیں لیکن باغی ہوگئے بغاوت کرتے ہیں کہ ہم آپ کی حکومت کو تسلیم نہیں کرتے ، عملداری تسلیم نہیں کرتے ، کہتے ہیں کہ اگر اہلِ بغاوت ہیں اور ان سے کوئی معاہدہ کرنا پڑ گیا ، وہ مضبوط ہیں ، بغاوت کی ، لیکن ہیں وہ اس وقت مضبوط ، تو معاہدہ کرنا پڑ گیا تو کر سکتے ہیں بوجہ اس کے جو بات بتائی وَالْحَاجَةُ اِلَی الْمُوَادَعَةِ فِیْ هٰذَا الْفَصْلِ اَظْهَرُ اب اس فصل میں تو مُوَادَعَة کی محتاجی تو بہت زیادہ واضح ہے کیونکہ یہ تو ہمارے ہی ہیں اور مسلمان ہیں کافر بھی نہیں ہیں ، مرتد تو کافر ہوگیا تھا جب اس سے معاہدہ ہوا تو یہ تو باغی ہے کافر تھوڑی ہے ، ہے تو مسلمان ، تو پھر یہاں تو زیادہ واضح ہے کہ ان سے معاہدہ کر لینا چاہیے ، اگر کچلنے کی طاقت ہے کچل دو لیکن اگر کچلنے کی طاقت نہیں ہے وہ زیادہ ہیں تو معاہدہ کرلو ! !

فائدہ :

اس کا ایک فائدہ یہ ہے دلیل دے رہے ہیں لِاَنَّهُمْ رُبَمَا یَتَاَمَّلُوْنَ جب معاہدہ ہو جائے گا تو وہ باغی وقت گزرنے پر کچھ سوچ بچار کریں گے فَیَتُوْبُوْنَ وَیَرْجِعُوْنَ تو باغی ہونے کے بعد یہ بھی امید ہے کہ تائب ہو جائیں اور واپس آ جائیں ! تو بغیر لڑے ایک چیز حل ہو جائے گی اور ہمارے ہی مسلمان بھائی ہیں اور ہم سے مل جائیں گے ورنہ تو پھر لڑائی بڑھے گی آپس کی خونریزی تو سب چیزوں سے بچاؤ ہو جائے گا اس لیے اس معاہدے میں یہ فائدہ ہوگا کہ وہ سوچ بچار کریں اور رجوع کر سکتے ہیں ! !

وَلَا یَنْبَغِیْ اَنْ یُّؤْخَذَ مِنْهُمْ عَلٰی ذٰلِكَ جُعْلٌ یہ جو معاہدہ ہم کریں گے اس میں کوئی پیسہ وغیرہ نہیں لیں گے لِاَنَّهُمْ قَوْمٌ مُسْلِمُوْنَ یہ مسلمان ہیں ، باغی ہیں لیکن ہیں تو مسلمان لَا یَجُوْزُ اَخْذُ الْخَرَاجِ مِنْ رُءُ وْسِهِمْ وَالْمَالُ الْمَاْخُوْذُ بِالْمُوَادَعَةِ بِهٰذِهِ الصِّفَةِ اور جو مال معاہدوں کے ذریعے لیا جاتا ہے وہ خراج ہی کی نوعیت کا ہوتا ہے اور خراج مسلمان سے نہیں لیا جائے گا ! !

اور اگر باغیوں سے مال لے لیا معاہدہ بھی کیا ، مسئلہ نہیں پتا تھا کمانڈر کو ، یا جو وہاں کا گورنر تھا

اسے نہیں پتا تھا، لے لیا مال، تو کہتے ہیں ان پر لوٹائیں گے اِذَا وَضَعَتِ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا جب لڑائی ختم ہو گی اس وقت دینا ہے ابھی نہیں دینا ! ابھی دے دو گے تو پھر وہ مال کو آپ کے خلاف استعمال کریں گے ! اب تو آ گیا ابھی رکھو، لیکن دینا ہے انہیں واپس، واپس کر دیں گے لِاَنَّهُمْ مُسْلِمُوْنَ اس لیے کہ وہ مسلمان ہیں ! تو یہ باغیوں کے احکامات آ گئے ! !

لَوْ اُصِيْبَ مِنْهُمْ مَالٌ بِالْقِتَالِ وَجَبَ رَدُّهُ عَلَيْهِمْ بَعْدَ مَا وَضَعَتِ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا اگر ان سے مال لڑنے کی وجہ سے مل گیا تو وہ واپس کرنا واجب ہوتا ہے، جب لڑائی ختم ہو، لڑنے کی حالت میں لیا ہے تو فَكَذٰلِكَ اِذَا اُصِيْبَ مِنْهُمْ مَالٌ بِالْمُوَادَعَةِ اسی طرح وہ مال بھی جو مُوَادَعَةٌ کی وجہ سے لیا ہے وہ بھی واپس کرنا ضروری ہوگا ! !

سیاسی مصلحت :

آگے فرماتے ہیں کہ اگر حالات ایسے ہیں کہ مسلمان خطرے میں ہیں مسلم حکومت خطرے میں ہے اور مسلمانوں کو خطرہ ہے کہ ہمیں نقصان پہنچائیں گے اور فَطَلَبُوْا مُوَادَعَتَهُمْ اور ان سے انہوں نے مُوَادَعَةٌ طلب کی مسلمانوں نے کہ ہم سے معاہدہ کرلو، کمزور تھے جیسے اب ہمارا حال ہوا ہے فَاَبٰى الْمُشْرِكُوْنَ اَنْ يُّوَادِعُوْهُمْ نہیں ہم تو معاہدہ نہیں کرتے حَتّٰى يُعْطِيَهُمُ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى ذٰلِكَ مَالًا حتی کہ مسلمان اتنا مال دیں سال کا ہر مہینے کا اتنے ہزار ڈالر اتنے ہزار اتنے لاکھ ڈالر یہ دیں گے تو پھر ہم معاہدہ کریں گے تو کہتے ہیں فَلَا بَاْسَ بِذَالِكَ عِنْدَ تَحَقُّقِ الضَّرُوْرَةِ اگر سیاسی مصلحت ہو تو معاہدہ کر سکتے ہو اس قسم کا بھی، پیسے دو ان کو، کیوں ؟ فرماتے ہیں لِاَنَّهُمْ لَوْ لَمْ يَفْعَلُوْا اگر مسلمانوں نے اس وقت یہ معاہدہ نہ کیا نیچے آ کر، آنا تو پڑ رہا ہے نیچے، گھٹنے ٹیکنے پڑ رہے ہیں وَلَيْسَ بِهِمْ قُوَّةُ دَفْعِ الْمُشْرِكِيْنَ اور ان کے پاس قوت بھی نہیں ہے کہ مشرکین کو دفع کر سکیں ہمت بھی نہیں اتنی تو ظَهَرُوْا عَلَى النُّفُوْسِ وَالْاَمْوَالِ جَمِيْعًا تو وہ غالب آ جائیں گے نفوس اور مال دونوں پر ! تو اب کم سے کم نفوس تو آزاد ہیں مال دے دیا، ملک اور نفس تو آزاد ہیں ! اور اگر نہیں دو گے تو وہ حملہ کرنے کے لیے تیار ہیں تو یہ مال بھی جائے گا اور جانیں بھی جائیں گی، عورتوں کی عزت بھی، بے آبرو ہو جائیں گے

سب بچے بکھر جائیں گے گھر تباہ ہو جائیں گے نکل کر کہیں سے کہیں جانا پڑے گا بہت بڑی تباہی آ جائے گی تو وقتی طور پر مال دے کر ایسی چیزوں کے دفاع کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، معاہدہ کیا جا سکتا ہے ! !

فَهُمْ بِهٰذِهِ الْمُوَادَعَةِ يَجْعَلُوْنَ اَمْوَالَهُمْ دُوْنَ اَنْفُسِهِمْ اس مُوَادَعَة کی وجہ سے مسلمانوں نے اپنا مال تو دے دیا ان کو کہ وہ اس پر غالب آ گئے جانیں تو بچ گئیں نفوس بچ گئے وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِبَعْضِ اَصْحَابِهٖ نبی علیہ السلام نے بعض صحابہ سے فرمایا اِجْعَلْ مَالَكَ دُوْنَ نَفْسِكَ وَنَفْسَكَ دُوْنَ دِيْنِكَ اپنے مال کو اپنے نفس کے لیے ڈھال بنا لو استعمال کرو مال خرچ کرنا پڑ جائے تو کرو، دو چیزیں آ گئیں ادھر مال اور ادھر جان ! تو جان کو ترجیح دو مال کو قربان کر دو ! ! یہ چیزیں نبی علیہ السلام سکھا رہے ہیں اِجْعَلْ مَالَكَ دُوْنَ نَفْسِكَ اور وَنَفْسَكَ دُوْنَ دِيْنِكَ نفس اور دین دو چیزیں آ جائیں تو پھر اس وقت کیا کریں ؟ نفس کو ڈھال بنائیں اپنے دین کو بچانے کے لیے ! !

حضرت حذیفہ بن یمانؓ کا واقعہ :

امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کی مُدَارَات کیں کافی خیال، خدمت کر رہے ہیں یہ بھی وہ بھی سب، تو کسی نے کہا اِنَّكَ مُنَافِقٌ تم منافق ہو گئے ؟ ایسے آدمی کی خوشامد اور تواضع اور مدارات کیوں کر رہے ہو ؟ انہوں نے کہا نہیں میں منافق نہیں ہوں کہنے لگے میں نے اپنا دین بچایا ہے اس سے بعض چیزیں دے کر، اس کی خدمت کر کے خوش رکھ کر، کمزور ہوں گے اس وقت کوئی ایسی حالت ہو گی ان کی اس وقت۔ تو میں نے اپنا دین خرید لیا اس سے اس کی خوشامد اس کی خدمت اور اس کے مدارت کے عوض میں مَخَافَةَ اَنْ يَّذْهَبَ كُلُّهٗ اس ڈر سے کہ سارا کچھ ہی نہ لے جائے، میرا دین بھی ختم ہو جائے اور یہ ساری چیزیں ختم ہوں اس کی بہ نسبت بہتر ہے کہ اس کی مدارات کر دوں وقتی طور پر اور میرا دین بچ جائے منافق نہیں ہوں بلکہ میں نے حکمت سے مصلحت سے اور سیاست اور تدبر سے کام لیا ہے، سیاستاً ایسا کیا ہے، تدبر کے لیے ایسا کیا ہے ورنہ تو میرا نقصان زیادہ ہوتا تو میں یہ عمل کر کے کم نقصان اٹھا رہا ہوں بجائے اس کے کہ مجھے زیادہ نقصان اٹھانا پڑے ! وَلَا بَأْسَ بِدَفْعِ بَعْضِ الْمَالِ عَلٰى سَبِيْلِ الدَّفْعِ عَنِ الْبَعْضِ بعض نقصانوں کو دفع

کرنے کے لیے بعض مال کو خرچ کرنے میں کوئی حرج نہیں اِذَا خَافَ ذَهَابَ الْكُلِّ جب خطرہ ہو کہ سارا ہی جائے گا ! !

فَاَمَّا اِذَا كَانَ بِالْمُسْلِمِيْنَ قُوَّةٌ عَلَيْهِمْ فَاِنَّهٗ لَا يَجُوْزُ الْمُوَادَعَةُ بِهٰذِهِ الصِّفَةِ اگر مسلمانوں کو ان پر قوت ہے تو پھر اس نوعیت کے معاہدے نہیں کریں گے ! کیونکہ اس میں ذلت اختیار کرنا ہے جب اللہ نے آپ کو طاقت دی ہے تو پھر آپ کیوں کرتے ہیں ایسی چیز ؟

غزوۂ خندق کا واقعہ :

اور اس کے آگے روایت آرہی ہے کہتے ہیں ثُمَّ اسْتَدَلَّ عَلَيْهِ بِقِصَّةِ الْاَحْزَابِ کہ غزوہ احزاب جو ہوا تھا غزوہ خندق بھی جسے کہتے ہیں کہ نیٹو آیا تھا پورا عالم عرب، کفار کی بیس، پچیس، تیس ہزار کی فوج تھی جو آئی تھی اور مسلمان صرف مدینہ منورہ میں تین چار ہزار بس جو لڑ سکتے تھے اتنی بڑی فوج آئی تھی، غزوہ اُحد کے بعد اگلے سال یہ آئے ظالم اس طرح سے، اس وقت کا واقعہ آرہا ہے کہ فَاِنَّهٗ حُصِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابُهٗ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ يَوْمَئِذٍ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حَتّٰى خَلَصَ اِلٰى كُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمُ الْكَرْبُ دس دن تقریباً یہ حصار رہا، ہر مومن پریشان ہو گیا تھا بہت برا حال تھا، ان دنوں میں کچھ کھانے کو نہیں رہا تھا فاقے تھے، مدینہ منورہ میں بھی آمد و رفت سب بند تھی کیونکہ باہر فوجیں بیٹھی تھیں ان کی، باقی راستوں سے آمد و رفت ہو نہیں سکتی تھی خندق کھد چکی تھی تو اندر بھی کچھ نہیں تھا، بہت تنگی تھی تو نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَ وَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اِنْ تَشَاْ لَا تُعْبَدُ اگر تو چاہے تو تیری عبادت نہ کی جائے تیری خدائی میں کوئی فرق نہیں پڑے گا لیکن حالات ایسے ہیں کہ پھر ہم ختم ہو گئے تو اب عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا وَبَلَغَ مِنْ حَالِهِمْ مَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اور ان کا حال وہ پہنچ گیا تھا تنگی کا سختی کا پریشانی کا جس کا قرآن نے نقشہ کھینچا ہے ﴿ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ﴾[1] حلق کلیجہ کھنچ کر اوپر آرہا تھا یہ حالات تھے، پتہ نہیں کیا بنے گا ؟ رسول اللہ ﷺ نے عُيَيْنَةَ بْنَ حِصْنٍ کی طرف کفار کا

---

[1] سورۃ الاحزاب : ۱۰

آدمی بھیجا جو بڑا لیڈر تھا اور یہ فرمایا کیا خیال ہے تیرا کہ اگر تجھے میں اہل مدینہ کی جو پیداوار ہوگی پھل کی اس کا ثلث دے دوں اَرَاَیْتَ اَتَرْجِعُ بِمَنْ مَعَكَ مِنْ غَطْفَانَ تیرے پاس غَطْفَانْ کے لوگ ہیں انہیں لے کر تو واپس چلا جائے گا ؟ قوت توڑنے کے لیے ان کی اسے پیشکش کی نبی علیہ السلام نے کہ جو مدینہ منورہ کے باغات وغیرہ سے پیداوار ہوگی ان کھیتوں سے اس کا ثُلث تجھے ہم دے دیں تو واپس چلا جا ! دیکھو معاہدے ہو رہے ہیں بات ہو رہی ہے، فوجیں موجود ہیں نبی علیہ السلام بھی میدان میں آئے ہوئے ہیں اندر مدینہ کے بیٹھے ہیں خندق کے اِدھر یہ اور خندق کے اُدھر وہ ! اور اس وقت ان کی بڑی زبردست طاقت تھی، صحابہ بھی پریشان تھے حالات انتہائی خطرناک اور نازک تھے تو نبی علیہ السلام نے مصلحتاً یہ چیز کی ! فَقَالَ اِنْ جَعَلْتَ لِیَ الشَّطْرَ فَعَلْتُ اس نے کہا اگر کچھ کریں گے اس میں سے حصہ تو میں کرلوں گا، ایک تو یہ روایت آتی ہے

دوسری روایت میں آتا ہے اَرْسَلَ عُیَیْنَةَ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ تُعْطِیْنَا ثَمَرَ الْمَدِیْنَةِ هٰذِهِ السَّنَةَ عُیَیْنَة نے نبی علیہ السلام کو پیغام بھیجا کہ آپ ہمیں اس سارے سال کا پورا پھل دے دیں وَنَرْجِعُ عَنْكَ تو ہم چلے جائیں گے ! میں اپنے فوجی اور اپنے آدمی لے کر ہٹ جاؤں گا بشرطیکہ سارا پھل دیں، آپ نے تو ثُلث کہلایا تھا ! تو ایک اور روایت میں یہ آتا ہے، اس میں یہ کہا وَنُخَلِّیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَ قَوْمِكَ فَتُقَاتِلُهُمْ آپ اور آپ کی قوم کے درمیان سے ہم پیچھے ہٹ جائیں گے ! آپ پھر ان سے اپنے قوم سے لڑیں عربوں سے جو عرب آئے ہوئے ہیں، وہ اور آپ جانیں کیونکہ یہ بھی بیچ میں ساتھ دے رہے تھے، یہ تھے اُدھر خیبر کی طرف شام کی طرف یہ لوگ رہتے تھے، اس میں آ رہا ہے آپ نے فرمایا لَا نہیں سارا تو نہیں دوں گا پھل، سارا پھل تمہیں دے دیں تو پھر ہم کیا کھائیں گے، بعد میں کیا رہے گا ؟ سارے پر نہیں ہوگا معاہدہ تو کہنے لگا فَنِصْفَهٗ نصف پھل ؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا تھا ثلث ایک تہائی ! اس نے کہا نہیں آدھا ! پہلے پورا مانگا ؟ ! پھر کہنے لگا آدھا ! نبی علیہ السلام نے فرمایا فَقَالَ نَعَمْ ٹھیک ہے پھر آجایئے دے دیں گے ! دیکھو ان کی شوکت قوت توڑنے کے لیے مصلحتاً بہت سی چیزیں کرنی پڑتی ہیں ! !

نبی علیہ السلام کا مشورہ فرمانا :

ثُمَّ اَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اب نبی علیہ الصلوۃ السلام نے حضرت سعد بن معاذ کو بلایا جو قبیلہ اوس کے سردار تھے اور حضرت سعد بن عبادۃ کو بلایا جو قبیلہ خزرج کے سردار تھے، ان دونوں کو بلالیا مشورہ کیا وَھُمَا سَیِّدَا الْحَیَّیْنِ دونوں قبیلوں کے سردار تھے فَاسْتَشَارَھُمَا دونوں سے مشورہ کیا کہ میں یہ کرنا چاہتا ہوں یہ میں نے بات کی ہے ایسا پیغام آیا ہے تو میں نصف چاہتا ہوں کہ اگر ہم کرلیں اور وہ چلا جائے وَقَدْ حَضَرَ عُیَیْنَۃُ ، عُیینۃ بھی آ گیا وہ بھی آیا ہوا تھا بات کرنے اور کہا اُکْتُبْ بَیْنَنَا کِتَابًا اس نے کہا معاہدہ لکھ لیں فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِصَحِیْفَۃٍ وَدَوَاۃٍ لِیَکْتُبَ بَیْنَھُمْ دوات منگوائی کاغذ منگوایا معاہدہ لکھا جا رہا ہے ! ان دونوں سرداروں سعد بن معاذ اور سعد بن عبادۃ نے کہا، دونوں کے نام سعد ہی تھے، انہوں نے عرض کیا یَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اُوْحِیَ اِلَیْکَ فِیْ ھٰذَا ؟ کیا اس معاملے میں جناب کو وحی کی گئی ہے ؟ اللہ کی طرف سے وحی آئی ہے جو آپ یہ کررہے ہیں ؟ فَقَالَ لَا فرمایا نہیں، وحی تو نہیں آئی لیکن رَاَیْتُ الْعَرَبَ قَدْ رَمَتْکُمْ عَنْ قَوْسٍ وَاحِدَۃٍ میں نے دیکھا ہے کہ عرب ایک ہی قوس سے تم کو ماریں گے ! یہ ایک مضبوط قوس ہے اور سب مل کر ایک ہوکر یعنی متحد ہوکر تمہارے خلاف آ گئے ہیں تو میں نے چاہا کہ اَرُدُّھُمْ عَنْکُمْ ان کو تم سے کسی طرح واپس کروں، اس طرح ان کی قوت ٹوٹے ! !

گو نقصان ہوگا مال ہمارا خرچ ہوگا لیکن اس صورتحال کو اس وقت اتنی نازک اور خطرناک ہے کہ چوبیس ہزار افراد آپ خود سوچیں کہ چھوٹی سی بستی مدینہ منورہ کتنا بڑا ہے وہاں چند ہزار ہی لوگ رہتے ہیں تو وہ ہیں پھر چوبیس ہزار کا لشکر آیا ہوا ہے، یہ لشکر اگر اندر دھاوا بول دیتا خدانخواستہ خندق نہ ہوتی تو کیا بچتا ؟ بظاہر کچھ نہیں بچنا تھا ! اللہ کی مدد اور نصرت ہو تو وہ اور بات ہے لیکن مادی اعتبار سے تو ان تین چار ہزار کو کچل کے رکھ دیتے، گھر بار آگ لگا دیتے، توڑ تاڑ دیتے، چند گھنٹوں میں سب کچھ ختم ہو جاتا ! تو ظاہر ہے صحابہ کی پریشانی اپنی جگہ بالکل صحیح تھی حالات تو بہت سنگین تھے ! فَقَالَ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ جن سے آپ معاہدہ کررہے ہیں یہ جاہلیت میں چھڑا وغیرہ

جو ہوتا ہے چمڑا یہ اس قسم کی چیزیں کھاتے تھے سب کچھ کرتے تھے، انہوں نے ہم سے کبھی امید نہیں رکھی وَمَا طَمَعُوْا مِنَّا قَطُّ کبھی کوئی طمع ہم سے انہوں نے وابستہ نہیں کی تھی سخت حالات بھی ان لوگوں پر آئے ہیں اَنْ یَّأْخُذُوْا ثَمَرَةً کہ وہ ہم سے پھل لیں مگر یہ کہ انہوں نے ہم سے خریدا تھا اس وقت بھی یارسول اللہ ﷺ خریدتے تھے ہم سے لیتے تھے خرید کر، فَحِيْنَ اَيَّدَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اب تو آپ جیسا وجودِ مسعود ہمارے اندر موجود ہے آپ کی وجہ سے اللہ نے ہماری مدد کر دی اور وَاَكْرَمَنَا ہمیں اکرام بخشا اللہ نے وَهَدَانَا بِكَ آپ کے طفیل اللہ نے ہمیں ہدایت بھی دے دی تو یارسول اللہ ﷺ اس کے بعد ہم پھر اس ذلت سے دوچار ہوں ! یہ ہماری رائے نہیں ہے، مشورہ ہو رہا ہے وحی ہے یا نہیں ہے ؟ آپ نے پہلے پوچھ لیا تھا کہ کیا یہ وحی ہے ؟

ایک سبق، عقل کا استعمال :

اب یہاں ایک اور سبق مل رہا ہے کہ عقل کا استعمال ہوگا، عقل کا استعمال کریں گے، نبی علیہ السلام بھی اپنا مشورہ دے رہے ہیں صحابہ بھی دے رہے ہیں ،لیکن جہاں وحی ہوگی وہاں عقل کا استعمال ختم ہوجائے گا اس لیے پہلے سوال انہوں نے کیا یارسول اللہ ﷺ وحی ہے ؟ وحی ہے پھر تو ہم کچھ نہیں کرتے ،بس ٹھیک ہے پھر تو ایمان لے آئے ختم بات ، چاہے کچھ بھی ہو لیکن یارسول اللہ ﷺ اگر وحی نہیں ہے تو پھر ہماری یہ گزارش ہے بڑے ادب سے جیسے ہوتا ہے یارسول اللہ ﷺ اس وقت ان کا یہ حال تھا آج اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہمارے اندر بھیج دیا اور آپ کی بدولت اللہ کی تائید ہے تو پھر ہم یہ ذلت کیوں اٹھائیں ، یارسول اللہ ﷺ جب آپ بھی ہمارے اندر موجود ہیں لَا نُعْطِيْهِمْ اِلَّا السَّيْفَ ہم سوائے تلوار کے انہیں کچھ نہیں دیں گے ! دونوں سرداروں نے یہ کہا فَشَقَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلصَّحِيْفَةَ ، نبی علیہ السلام نے اسی وقت کاغذ پھاڑ دیا پھینک دیا کیونکہ نبی علیہ السلام کو یہ گمان تھا کہ یہ بیچارے پریشان ہو رہے ہیں ان حالات سے اتنا بڑا دشمن آ گیا اور انصار نے کہاں کہاں ہماری مدد کی ، کتنا کچھ مہاجرین کے لیے کر رہے ہیں، آج تو بالکل ختم ہی ہو جائیں گے، جب اس خیال سے آپ نے یہ بات کی اور جب دیکھا کہ یہ اللہ کے فضل سے اتنے مضبوط ہیں تو پھر معاہدہ پھاڑ دیا کہ

بس ٹھیک ہے ! پھر اللہ پر بھروسہ ہے جب تمہیں اللہ نے اتنا مضبوط کیا اور ہمت دی ہے تو پھر صحیح ہے، پھاڑ دیا فَشَقَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلصَّحِیْفَۃَ وَقَالَ اِذْھَبُوْا لَا نُعْطِیْھِمْ اِلَّا السَّیْفَ جاؤ سوائے تلوار کے اور کوئی چیز نہیں ہے ! اللہ پر بھروسہ بھی ہے، اسباب پر نظر بھی ہے، اسباب کی وجہ سے اپنی بے بسی کا احساس بھی ہے لیکن اسباب ہوں تو بھی بھروسہ اللہ پر اور نہ ہوں تو بھی بھروسہ اللہ ہی پر ہوتا ہے !

حضرت اُسید بن الحضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو قبیلہ اوس کے بڑے لوگوں میں تھے اس کی طرف متوجہ ہوئے ! اب تک تو اسے بٹھا رکھا تھا اور بات کر رہا تھا مست ہو کر آیا ہوا تھا اور عُیینۃ بیچ میں بیٹھا ہوا ہے اسی میں گفتگو ہوئی وَعُیَیْنَۃُ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ مَادًّا رِجْلَیْہِ اور عیینۃ نبی علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا پاؤں پھیلا کر، وہ بھی سردار تھا سرداری کا خمار تھا، تکبر، غرور، کفر سب چیزیں جمع تھیں ساری خصلتیں گندی موجود تھیں تو وہ پاؤں پسارے بیٹھا ہوا تھا پاؤں پھیلا کر تو اس سے کہا اے عیینۃ او بندر، او لومڑ یہ لفظ بولا انہوں نے اَلْھَجْرَسْ کا لفظ آتا ہے اَلْھِجْرَسْ یا اَلْھَجْرَسْ جو بھی اس کا تلفظ اس کا مطلب یہ ہے کہ لومڑ، لومڑی، گیدڑ، لومڑی، بندر ! !

تو بہرحال اس کو ذلیل کرنے کے لیے لفظ انہوں نے کہا یَا عُیَیْنَۃَ الْھِجْرِسْ اِقْبِضْ رِجْلَیْكَ اَتَمُدَّ رِجْلَیْكَ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اے عُیینۃ پاؤں پیچھے کر، پاؤں سمیٹ کر بیٹھ، نبی علیہ السلام کے سامنے پاؤں پسارے بیٹھا ہوا ہے ! اب جب فیصلہ تلوار کا ہو گیا تو پھر زبان بھی تلوار بن رہی ہے، پھر قلم بھی تلوار، ہر چیز تلوار ہے ! جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھ لیا کہ میرے ساتھی ہمت سے ہیں گھبرائے ہوئے نہیں ہیں اور اللہ پر بھروسہ ہے تو وہ معاہدہ پھاڑ دیا اور دونوں سرداروں نے فرمایا کہ چل اُٹھ تلوار ! اور اُسید بن الحضیر نے آکر اس کی خبر لی کہ تو بیٹھا ہوا ہے رسول اللہ ﷺ کے سامنے پاؤں پھیلا کر تجھے شرم نہیں آتی، بندر کہیں کے ! !

تو معلوم ہوا کہ ایسے موقع پر ایسا لفظ ایسے کمینے کو کہنا پڑے تو کہا جا سکتا ہے کیونکہ حالت جنگ کی ہے اور اس کی فوجیں باہر بیٹھی ہوئی ہیں حالتِ حرب بنی ہوئی ہے لیکن ماریں گے نہیں کیونکہ وہ اس وقت نمائندہ بن کر آیا ہوا تھا بات کر رہا ہے، مارا نہیں، لیکن گفتگو ہو رہی ہے وہ بدتمیزی کر رہا ہے،

بیٹھا ہے ایسے تو انہوں نے بھی کہا وَاللّٰہِ لَوْلَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَاَنْفُذَنَّ خُصْیَتَیْکَ بِالرُّمْحِ بخدا اگر رسول اللہ ﷺ نہ ہوتے تو میں تیرے خصیے نیزہ سے پھاڑ دیتا ! یہ کہہ رہے ہیں کیونکہ پاؤں پھیل گئے تو ٹانگیں کھلی ہوئی تھیں تو انہوں نے کہا کہ میں ان کو پھاڑ دیتا نیزہ مار کر، نیزہ مارتا تجھے پتہ چل جاتا ! یہ تو رسول اللہ ﷺ موجود ہیں ان کا ادب ہے کہ اس کی وجہ سے میں یہ نہیں کر رہا ورنہ تو اس قابل ہے کہ تیرے ساتھ یہ سلوک کیا جائے ! انہوں نے خوب خبر لی اس کی ! !

سیاست کے اسلامی اصول :

فَفِیْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ اس حدیث میں بیان ہے اَنَّ عِنْدَ الضَّعْفِ لَا بَاْسَ بِھٰذِہِ الْمُوَادَعَۃِ آپ کو سیاست سکھائی جارہی ہے، جنرلی، سرداری سکھائی جارہی ہے اس کے اسلامی اصول بتائے جارہے ہیں کہ ایسا ضعف یا کمزوری آجائے تو اس وقت معاہدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے رسول اللہ ﷺ بھی کر رہے تھے فَقَدْ رَغِبَ فِیْھَا نبی علیہ السلام نے اس کو اختیار فرمایا رغبت تھی آپ کی معاہدہ ہوجائے فَقَدْ رَغِبَ فِیْھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ حِیْنَ اَحَسَّ بِالْمُسْلِمِیْنَ ضَعْفًا وَعِنْدَ الْقُوَّۃِ لَا تَجُوْزُ ھٰذِہِ الْمُوَادَعَۃِ ہاں اگر مضبوط ہوں تو پھر اس طرح کے معاہدے کرنے جائز نہیں ہیں ! فَاِنَّہٗ لَمَّا قَالَتِ الْاَنْصَارُ مَا قَالَتْ کیونکہ جب انصار نے کہا وہ جو کہا آپ ﷺ نے سن لیا : یارسول اللہ ﷺ تلوار ! یارسول اللہ ﷺ جب وحی نہیں ہے تو پھر ٹھیک ہے ہم لوگ تیار ہیں لَمَّا قَالَتِ الْاَنْصَارُ مَا قَالَتْ عَلِمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مِنْھُمُ الْقُوَّۃَ جب رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کے حوصلے دیکھے کہ ان میں قوت ہے مضبوط ہیں حوصلے بلند ہیں فَشَقَّ الصَّحِیْفَۃَ تو نبی علیہ السلام نے کاغذ پھاڑ دیا وَفِیْہِ دَلِیْلٌ اَنَّ فِیْھَا مَعْنَی الْاِسْتِذْلَالِ اس میں یہ بھی بات معلوم ہوگئی کہ اس چیز میں، اس قسم کے معاہدے میں ایک قسم کی ذلت ہے مجبوراً کی جائے گی ورنہ نہیں کی جائے گی، کیسے پتہ ذلت ہے ؟ وَلِاَجْلِہٖ کَرِھَتِ الْاَنْصَارُ دَفْعَ بَعْضِ الثِّمَارِ فرماتے ہیں اسی وجہ سے تو انصار نے ناپسند کیا کہ بعض ثمر ان کو دیں اور معاہدہ کریں اس میں ہماری ذلت ہے !

وَالْاِسْتِذْلَالِ لَا یَجُوْزُ اَنْ یَّرْضِیَ بِہِ الْمُسْلِمُوْنَ اور ذلت اختیار کرنا جائز نہیں ہے کہ

مسلمان اس پر راضی ہوں اِلَّا عِنْدَ تَحُقُّقِ الْضُرُوْرَۃِ ہاں اگر کوئی مجبوری آجائے تو پھر معاہدے ایسے کرنے پڑ جائیں تو پھر کر سکتے ہیں ! اس لیے کیا جائے گا کہ ہم بالکل ہی ختم ہوجائیں اس کی بہ نسبت بہتر ہے کہ ہم کچھ تو بچ جائیں تو اس لیے معاہدے کیے جائیں ! بس آج کی باتیں یہ تھیں ! !

اللہ تعالیٰ سمجھ کی بھی توفیق دے، عمل کی بھی توفیق دے اور ان اکابر کو اور ان حضرات کو جنہوں نے اتنی خدمت کی اور یہ مسائل جمع کیے ہیں جزائے خیر عطا فرمائے ان کی برکات ہمیں عطا فرمائے، آمین !

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

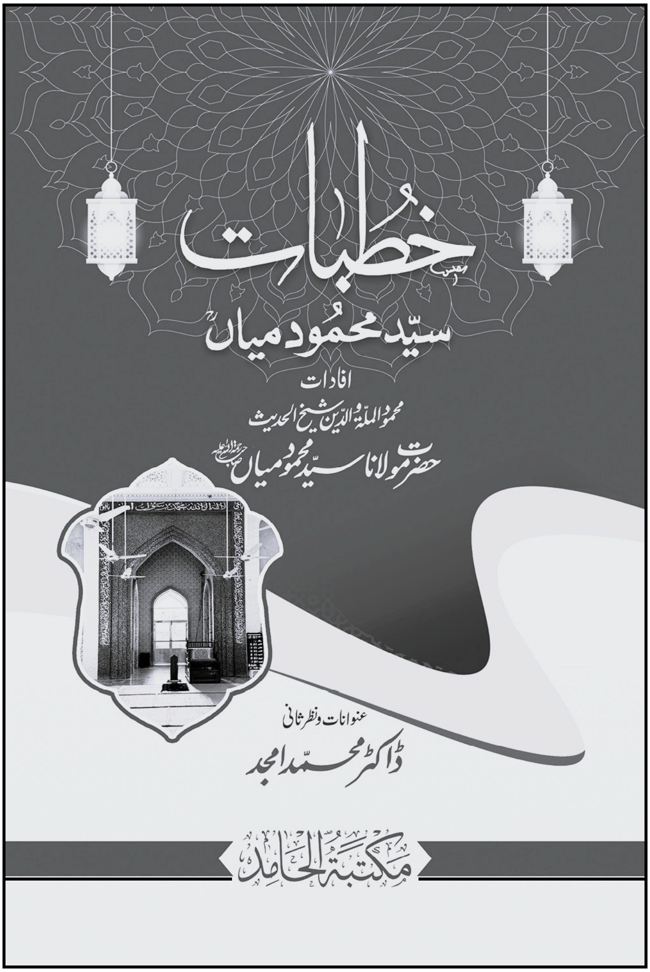

محترم قاری حافظ رشید احمد صاحب شریفی رحمہ اللہ

﴿ حضرت مولانا قاری تنویر احمد صاحب شریفی، ناظم مجلس یادگار شیخ الاسلام پاکستان، کراچی ﴾

۱۸؍صفر المظفر ۱۴۴۸ھ/ ۲؍اگست ۲۰۲۶ء بروز اتوار ظہر کی نماز کے بعد سوا دو بجے جدِ امجد حضرت الاستاذ مولانا قاری شریف احمد صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کے اکلوتے صاحبزادے، میرے والد گرامی مرتبت محترم قاری حافظ رشید احمد صاحب چودہ ماہ کی طویل اور شدید علالت کے بعد رب کے حضور چلے گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ . اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰی وَکُلٌّ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی ، رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی رَحْمَۃً وَّاسِعَۃً !

جو اس دنیا میں آیا ہے اسے جانا ہی ہے، جس طرح کسی کے آنے پر خوشی منائی جاتی ہے، حقیقت یہ کہ جانے پر اس سے زیادہ خوشی کا موقع ہوتا ہے، اس لیے کہ اپنے رب سے ملاقات کر رہا ہے، لیکن جانے والا احباب و اقارب کے درمیان جو وقت دنیا میں گزارتا ہے اور جتنا بھی گزارتا ہے، اس معیت کے ختم ہونے کا افسوس اور غم ہوتا ہے ورنہ جانے کا غم نہیں ہوتا دنیا میں معیت ختم ہو جاتی ہے، بس آخرت میں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے پھر معیت میسر فرمائے، آمین !

میرے والد گرامی علیہ الرحمہ کی پیدائش ۱۱؍شعبان المعظم ۱۳۶۵ھ/ ۱۱؍جولائی ۱۹۴۶ء بروز جمعرات، کیرانہ ضلع مظفر نگر (متحدہ ہندوستان) میں ہوئی۔ اس وقت حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کی اہلیہ محترمہ (میری دادی اماں رحمہا اللہ) اپنے والدین کے ہاں کیرانہ گئی ہوئی تھیں، ٹیلیفون بھی خال خال کہیں ہوتا تھا، تار کے ذریعے اہم خبریں بھیجی جاتی تھیں۔ حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ دہلی کے علاقے کوچہ قابل عطار میں رہتے تھے، وہاں تار آیا لیکن اس وقت حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ اپنے مدرسے اور مسجد (حوض والی نئی سڑک) میں تھے کوچہ قابل عطار سے ایک طالب پڑھنے آتے تھے، حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے تھے

"حوض والی مسجد میں آکر قاضی نصیر نے خبر دی کہ رشید احمد پیدا ہوئے ہیں" [1]

[1] تذکرہ حفاظ (قلمی رجسٹر) ص ۲۴

حافظ قاضی نصیرالدین صاحب حضرت قاری صاحب کے شاگرد تھے، بعد میں عالم دین بھی ہوئے اور جامعہ عربیہ انوارالاسلام، اجڑاڑہ ضلع میرٹھ کے ۱۹۸۰ء کی دھائی میں مہتمم ہوئے۔

میرے والد گرامی کا نام کس شخصیت کے نام پر رکھا گیا ؟ اس کے متعلق حضرت قاری صاحب کا حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری نوراللہ مرقدہٗ کے نام ایک مکتوب ہے، اس میں تحریر فرماتے ہیں :

''میرا ایک لڑکا ہے، پانچ بچے فوت ہو چکے ہیں، اس بچے کا مولانا گنگوہیؒ کے نام پر میں نے نام رکھا ہے.............'' (تذکرۃ الشریف نقش اوّل ص ۹۷)

مکتوب کی اس عبارت سے واضح ہوگیا کہ امامِ ربانی فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نوراللہ مرقدہٗ کے نامِ نامی پر والد گرامیؒ کا نام رکھا گیا۔ تاریخی نام ''محمد مظفر احمد'' تھا، اس سے ۱۳۶۵ھ برآمد ہوتے ہیں۔

حضرت قاری صاحب تقسیمِ ہند سے کچھ ہی دن پہلے دہلی سے براستہ کھوکھراپار سندھ کراچی کی بندرگاہ پہنچے اور یہاں سے ۲۷؍ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ/ ۱۴؍اگست ۱۹۴۷ء کو بحری جہاز سے حج کو روانہ ہوگئے۔ اسی دن تقسیمِ ہند ہوا اور ''پاکستان'' کے نام سے ایک ملک ہندوستان سے الگ ہوگیا، اور حضرت قاری صاحب جب مکہ مکرمہ پہنچ گئے تو معلوم ہوا کہ دہلی کے علاقے پہاڑ گنج میں فسادات ہوگئے ہیں، پہاڑ گنج میں حضرت قاری صاحب کے بھائی صاحبان اور والدہ محترمہ رہا کرتی تھیں۔ والد گرامیؒ نے ''تذکرۃ الشریف'' کے نقش ثانی میں مطالعہ کے دوران مختلف حواشی تحریر فرمائے ہیں جوتاوقتِ تحریر غیر مطبوعہ ہیں، اس میں ایک جگہ لکھا ہے :

''یہ حج بیت اللہ میں دعاؤں کی برکت تھی کہ جان و مال سب حفاظت سے رہا، قاری صاحب کے دیگر خاندان والوں کی جان محفوظ رہی، مال کسی کا محفوظ نہ رہا، قاری صاحب کا یہ کہنا بھی تھا کہ حج کے سفر میں تمام ساتھیوں نے حرم میں دعا کی، اس میں اللہ سے جان کی حفاظت کے لیے دعا کی، مال و اسباب کی حفاظت کی کسی نے دعا نہیں کی، چنانچہ تمام ساتھیوں کے ساتھ یہی معاملہ ہوا، جان و مال محفوظ رہا''

تقسیم ملک کے وقت والد گرامیؒ کی عمر تیرہ ماہ تھی حضرت قاری صاحبؒ حج کو جاتے ہوئے اہلیہ اور صاحبزادے کو کیرانہ چھوڑ کر گئے تھے کہ حج سے واپسی پر پھر دہلی آجائیں گے، لیکن حالات ایسے بدترین ہوئے کہ حج سے واپس آنے کے بعد کراچی کو اپنا وطن بنانا پڑا۔ ۱۹۴۸ء میں حضرت قاری صاحبؒ نے اہلیہ اور صاحبزادے (میری دادی اور والد محترم) کو کراچی بلالیا۔ والد گرامی کے نانا اور حضرت قاری صاحبؒ خسر محترم حافظ عبدالرزاق صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) اپنی صاحبزادی اور نواسے کو رخصت کرنے دہلی آئے۔ دہلی کے ہوائی میدان پر یہ حضرات موجود تھے کہ گاندھی جی کا قتل ہوگیا۔ حضرت قاری صاحبؒ کو یہاں (کراچی) بڑی فکر ہوئی کہ نہ معلوم وہاں مسلمانوں کے ساتھ کیا ہوگا ؟ خدا کا کرنا کہ ۲۹؍جنوری ۱۹۴۸ء کو پاکستان ریڈیو نے خبروں میں بتلایا کہ گاندھی جی کو ایک ہندو نے قتل کیا ہے، تب جان میں جان آئی۔

حضرت قاری صاحبؒ کی اہلیہ اور صاحبزادے بذریعہ ہوئی جہاز دہلی سے لاہور آئے، لاہور کے ہوائی میدان پر حضرت قاری صاحبؒ موجود تھے۔ آپ کے چہیتے شاگرد حافظ محمد دین صاحب پراچہ (مرحوم) عرف بھائی دینی بھی دہلی سے اسی جہاز میں لاہور پہنچے تھے۔

والد گرامیؒ نے حضرت قاری صاحبؒ سے ہی قرآنِ مجید حفظ کیا، قرآنِ مجید کی تعلیم کی ابتداء یعنی بسم اللہ کے متعلق حضرت قاری صاحبؒ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کو لکھتے ہیں :

> ''........قرآنِ مجید حفظ کر رہا ہے، مگر نہ معلوم کیا بات ہے جو پڑھتا ہے وہ بھول جاتا ہے، تیرہ سال کی عمر ہوگئی ہے، اس کی طرف سے طبیعت بہت متفکر رہتی ہے، اس کے لیے آپ سے دعا کی درخواست ہے، اور کوئی تدبیر ایسی بتلا دیں جس سے یاد ہونے لگے اور حافظ قرآن ہوجائے۔ چودہ پارے ہوگئے ہیں، بچے کی بسم اللہ مولانا محمد صادق صاحب کھڈہ والوں نے پڑھائی تھی'' (تذکرۃ الشریف نقش اوّل ص ۹۷)

حضرت مولانا محمد صادق صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن محدث دیوبندی قدس اللہ سرہٗ کے خاص شاگرد اور ان کی جماعت وفکر کے اہم رکن تھے، مدرسہ مظہر العلوم کھڈہ کراچی کے روح رواں تھے۔

حضرت لاہوریؒ نے درج بالا مکتوب کے جواب میں جو وظیفہ تحریر فرمایا، عام استفادے کے لیے درج کیا جارہا ہے۔ آپ نے جواباً تحریر فرمایا :

''حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے جوتے کی خاک کو جو شرف حاصل تھا، وہ میرے سر کو حاصل نہیں ہے[۱] چونکہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے اس لیے کچھ عرض کر دیتا ہوں، اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی اس میں نفع ہوگا۔ آپ روزانہ سو مرتبہ رَبِّ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ باوضو پڑھا کریں۔ اوّل و آخر ایک ایک مرتبہ درود شریف بھی پڑھ لیا کریں اور پڑھتے وقت اللہ کو حاضر و ناظر جانیں اور مقصد بچے کی اصلاح پیشِ نظر ہو''

(یکم صفر ۱۳۷۸ھ/ ۷؍اگست ۱۹۵۸ء) (تذکرۃ الشریف نقش اوّل ص ۹۸)

حضرت لاہوریؒ کے اس بتلائے ہوئے وظیفہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آسانی فرمادی، والد گرامیؒ کا قرآنِ مجید ختم ہوگیا۔ حضرت قاری صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں :

''محمد مظفر احمد عرف رشید احمد نے قرآنِ مجید حفظ ختم کیا۔ تاریخ ختم قرآنِ پاک ۱۲؍ربیع الاوّل ۱۳۸۱ھ/ ۲۴؍اگست ۱۹۶۱ء'' (قلمی بیاض)

حضرت قاری صاحبؒ نے اپنی بیاض میں والد گرامیؒ کے تراویح میں قرآنِ مجید سنانے کی یادداشت بھی لکھی ہے، وہ اس طرح ہے جس کے مطابق پہلی محراب : رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ/ جنوری، فروری ۱۹۶۴ء [۲]

---

[۱] حضرت لاہوریؒ نے یہ جو لکھا، یہ جواب تھا حضرت قاری صاحبؒ کی اُس بات کا کہ انہوں نے اپنی ارادت کے تعلق کا حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ کا حوالہ دیا تھا۔ (شریفی)

[۲] والد صاحب مرحوم نے لکھا ہے کہ ''۱۹۶۳ء کے رمضان میں شروع کی چار رکعت میں پاؤ پارہ روزانہ تراویح میں پڑھتا تھا اور بعد کی سولہ رکعت میں سوا پارہ ابا پڑھتے تھے۔ یہ تراویح میں مستقل طور پر سنانے سے ایک سال پہلے کی اور مسجد سٹی اسٹیشن کراچی کی بات ہے''

پانچ سال متواتر جامع مسجد سٹی اسٹیشن، میکلوڈ روڈ (حال : آئی آئی چندریگر روڈ کراچی میں حضرت قاری صاحبؒ کی جگہ سنایا تھا) ؂۱

چھٹی محراب : رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ/ نومبر، دسمبر ۱۹۶۸ء۔آپ نے جامع مسجد ناظم آباد نمبر ایک میں سنائی۔محترم حاجی محمد عارفین صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) حضرت قاری صاحبؒ سے ایک سال کے لیے بہ اصرار لے کر گئے تھے۔اس سال آپ کی سماعت حضرت قاری صاحبؒ کے شاگرد (جو والد گرامی کے بھی شاگرد تھے جمال القرآن پڑھی تھی) جناب حافظ سید علی شاہ صاحب (ابن حضرت مولانا سیّد منظہر شاہ صاحبؒ) نے کی تھی۔حاجی صاحب مرحوم گاڑی بھیجتے تھے اور واپسی میں ان کے صاحبزادے مولانا فضل ربی صاحب ندوی (رحمہ اللہ) چھوڑنے آتے تھے جنہوں نے بعد میں ''مجلس نشریاتِ اسلام'' قائم کیا تھا۔

ساتویں محراب سے مسجد البرید جنرل پوسٹ آفس کراچی میں پڑھنا شروع کیا، یہاں کے امام صاحب حضرت مولانا محمد فہیم صاحبؒ ایک جید عالم تھے حافظ نہیں تھے، بعد میں متحدہ عرب امارات میں وزارت مذہبی امور میں ائمہ کرام کے انچارج بنائے گئے تھے مولانا بھی حضرت قاری صاحبؒ کے شاگرد تھے والد صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں

> ''شروع کے تین سال سولہویں سے چھبیسویں شب تک تین پارے یومیہ سنائے۔ان تین سالوں میں پہلی شب سے پندرھویں شب تک حافظ محمد رفیع ابن مولانا محمد احمد موقع پر اچہ سناتے تھے مسجد البرید میں بتیسویں محراب تک سنایا''

۱۱؍شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ/ ۴؍فروری ۱۹۹۳ء برادرم فرید احمد شریفی سلمہ الکریم حافظ قرآن ہوگئے تھے اور رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ/ فروری ۱۹۹۵ء میں انہوں نے پہلی مرتبہ سنایا۔

؂۱ ابھی میں نے یہیں تک لکھا تھا کہ ۲۱؍صفر المظفر ۱۴۴۸ھ/ ۵؍اگست ۲۰۲۶ء کو حضرت قاری صاحبؒ کے شاگرد اور والد محترمؒ کے رفیق و دوست جناب حافظ شہاب الدین صاحب قریشی (صدر تنظیم القراء والحفاظ ٹرسٹ پاکستان، کراچی) کا بھی طویل علالت کے بعد انتقال ہوگیا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ! تین دن کے فرق سے دونوں ساتھی چلے گئے ، رہے نام اللہ کا ! (شریفی)

حضرت قاری صاحب نور اللہ مرقدہٗ کا ملفوظ ہے فرمایا کرتے تھے کہ کسی حافظ کی اولاد بھی اللہ کے فضل سے حافظ ہو جائے تو باپ کو قربانی دینی چاہیے کہ اس کے لیے اپنی جگہ خالی کر دے اور اسے وہاں کھڑا کرے، یا کوئی معقول جگہ کا اس کے لیے انتظام کرے، ورنہ بچہ ضائع ہو جاتا ہے، میرے والد صاحب علیہ الرحمہ نے حافظ فرید احمد سلمہٗ کے لیے اپنی جگہ چھوڑ دی اور انہوں نے مسجد البرید میں سنایا۔

تینتیسویں محراب سے چھتیسویں محراب تک چار سال مسجد عائشہؓ پاکستان چوک میں پڑھا۔ مصلے پر مرکزی تراویح میں ختم قرآن کے بعد اگلی رات شروع کرتے اور سات دن میں ختم کرتے تھے۔ اس میں تکلیف دہ بات یہ ہوئی کہ تبلیغی جماعت کے بعض ناہنجار جو اِس مسجد میں تراویح پڑھتے تھے یا ان دنوں اعتکاف کرتے تھے، وہ تراویح میں شرکت نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے مسجد کے ہال کے دروازے بند کیے اور صحن میں اپنی سورت تراویح پڑھی اور صحن میں یار دوستوں سے گپ ہانکی۔ یہی حال دکھنی مسجد میں بھی تھا۔ باب الاسلام مسجد برنس روڈ میں بھی یہی ہوتا تھا۔ میں نے اس پر فتوے منگائے، دکھنی مسجد میں تو حضرت حسن محمد شاہ صاحبؒ نے اسے بند کرادیا، اور مسجد عائشہؓ سے میں نے ہر ایسے معتکف کو جو اِس میں ملوث تھا، آئندہ سال اعتکاف میں بیٹھنے کی اجازت نہیں دی، ہماری ان سے ہمیشہ کے لیے جان چھوٹ گئی۔

اڑتیسویں محراب سے پچاسویں محراب تک مدرسہ تعلیم القرآن شریفیہ، قرآن منزل، پاکستان چوک میں سنائیں، سینتیس محراب تک مسجد کے مصلے پر تمام محرابیں ہوئیں اور اڑتیسویں سے بلا مصلے کے !

۱۴۳۲ھ/ اگست ۲۰۱۱ء کا رمضان المبارک حضرت قاری صاحبؒ کے وصال کے بعد پہلا رمضان تھا، اس میں والد محترمؒ نے طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے مدرسے میں نہیں پڑھا، البتہ گھر میں نفلوں میں پڑھا تھا، مدرسے میں حافظ محمد شیراز صاحب پراچہ (جدہ آئس کریم) نے پڑھا تھا۔

ستاونویں سال والد محترمؒ نے اپنے پوتے حافظ ابتسام احمد سلمہٗ ابن حافظ منیر احمد شریفیؒ کے ساتھ مل کر پڑھا، تراویح کے بعد دونوں نے بقیہ پارے نفلوں میں پڑھے۔

تراویح میں سنانے کا خلاصہ یہ ہوا کہ :

☆ پانچ سال جامع مسجد سٹی اسٹیشن کراچی میں اپنے والد گرامی اور استاد حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب قدس سرہٗ کی جگہ پر

☆ ایک سال جامع مسجد ناظم آباد نمبرا میں

☆ چھبیس سال مسجد البرید، جنرل پوسٹ آفس کراچی میں

☆ چار سال مسجد عائشہؓ پاکستان چوک میں

☆ چوبیس سال مدرسہ تعلیم القرآن شریفیہ قرآن منزل پاکستان چوک میں (کل ساٹھ مرتبہ)

رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ، ۱۴۴۴ھ، ۱۴۴۵ھ اور ۱۴۴۶ھ (یعنی ۲۰۲۲ء سے ۲۰۲۵ء تک) چار سال گھر میں نفلوں میں پڑھا !

۱۴۴۳ھ/۲۰۲۲ء میں مجھ سے فرمایا کہ تم قرآن منزل میں تراویح میں سناؤ اس لیے کہ کمزوری کی وجہ سے والد محترمؒ کی آواز ساتھ نہیں دے رہی تھی لیکن گھر میں بحمد اللہ پڑھا، اس طرح پینسٹھ مرتبہ رمضان المبارک میں اللہ کے فضل و کرم سے انہوں نے پڑھا۔

اس کے علاوہ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں رات کے آخری پہر میں حضرت قاری صاحب علیہ الرحمہ کے پڑھنے کا جو معمول تھا اس معمول میں بھی کئی مرتبہ شامل ہوئے۔

سٹی اسٹیشن کراچی کی مسجد میں اٹھائیسویں اور انتیسویں شب میں رمضان میں دو راتوں میں مدرسے میں پڑھنے والے بچے شبینہ میں پڑھتے ہیں، یہ تربیتی شبینہ ہوتا ہے اس کی ابتداء والد محترمؒ نے اپنے دورِ طالب علمی میں حضرت قاری صاحبؒ سے پوچھ کر کی تھی۔ یہ سلسلہ تقریباً ۱۳۷۹ھ/۱۹۶۰ء میں شروع کیا تھا، بحمد اللہ تا حال یہ جاری ہے، اللہ تعالیٰ آگے بھی اسے جاری رکھے، آمین !

حفظِ قرآنِ مجید کے بعد سندھ مدرسۃ الاسلام کراچی کے پروفیسر ماسٹر عبد العلیم صاحب (مرحوم) نے سندھ مدرسے ہی کے ایک قابل ترین استاذ جو انگریزی اور حساب میں بہت جید تھے، ماسٹر عبد الحلیم صاحب کو والد محترم کے لیے مقرر کیا اور انہوں نے اس وقت کے کورس کے علاوہ انگریزی اور حساب

انگلش میڈیم میں مکمل کرایا۔

ماسٹر عبدالعلیم صاحبؒ لکھنو کے تھے۔ حضرت قاری صاحبؒ جب حضرت مولانا قاری عبدالمالک صاحبؒ سے پڑھنے ۱۳۵۳ھ/ ۱۹۳۹ء میں لکھنو گئے تھے، جب سے ماسٹر صاحب سے تعلق تھا (تفصیل دیکھیے : تذکرۃ الشریف نقش ثانی ص۹۴)

والد محترمؒ نے مدرسہ تعلیم القرآن شریفیہ ہی میں حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحبؒ کے علاوہ حضرت مولانا قاری فرید الدین صاحب امینیؒ (نبیرہ حضرت مولانا امین الدین صاحبؒ، بانی مدرسہ امینیہ دہلی) سے بھی تجوید پڑھی۔ اسی زمانے میں جناب قاری بشیر احمد صدیق صاحبؒ (بعدہٗ مہاجر مدنی) سے بھی استفادہ کیا، قاری بشیر احمد صاحبؒ سے بعد میں مسجد نبوی شریف میں روایت ورش پڑھی اسی زمانے میں ایک سال کے لیے لاہور چلے گئے اور دار العلوم الاسلامیہ میں حضرت مولانا قاری سراج احمد صاحبؒ کی سرپرستی میں حضرت مولانا قاری عبدالعزیز صاحب شوقیؒ سے استفادہ کیا۔

۱۹۶۳ء سے ۱۹۷۰ء تک مدرسہ تعلیم القرآن شریفیہ دکھنی مسجد پاکستان چوک میں مستقل مدرس رہے، جمال القرآن بھی زیر تدریس رہی۔

آپ کے پڑھنے اور تجوید کے متعلق استاذ محترم ڈاکٹر حافظ ابوسلمان شاہجہان پوری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں :

> ''....وضو کیا اور فجر کی نماز پڑھی، نماز مخدومی قاری رشید احمد صاحب نے پڑھائی تھی وہ بہت ٹھہر ٹھہر کر، دھیمی آواز سے، تجوید کے قواعد کی پوری پابندی کے ساتھ قرأت کرتے ہیں۔ دل پر براہِ راست اس کا اثر ہوتا ہے، ان کی قرأت سے دل میں بشاشت و سرور پیدا ہوتا ہے'' (تحفۂ حج ص ۹۱)

حضرت قاری صاحبؒ کے بعض تلامذہ نے مدرسہ تعلیم القرآن شریفیہ کے فارغ شدہ حفاظ کی ایک تنظیم ''تنظیم القرأ والحفاظ'' یکم ذوالقعدہ ۱۳۹۵ھ/ ۶ر نومبر ۱۹۷۵ء کو قائم کی (اس کے اغراض و مقاصد کے لیے دیکھے: تذکرۃ الشریف نقش ثانی ص۲۲۲ تا ۲۲۷) والد محترمؒ کو تنظیم کا صدر منتخب کیا گیا

۲۵ ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ/ ۲۵ نومبر ۱۹۸۹ء میں تنظیم کو ٹرسٹ کے تحت رجسٹرڈ کرایا گیا جس میں بحیثیت ٹرسٹی چیرمین بنائے گئے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تعمیر عمارات میں ذوقِ سلیم عطا فرمایا تھا۔ سٹی اسٹیشن کی مسجد میں جو محراب مسجد کی تعمیر کے وقت سے تھی، وہ حضرت قاری صاحبؒ کے ذوقِ سلیم کی علامت تھی۔ والد محترم اس کے متعلق تحریر فرماتے ہیں :

''تعمیری ذوق کی ایک علامت محراب کی جدت تھی۔ ایسی محراب پہلی مرتبہ تعمیر ہوئی تھی، بعد میں اور مساجد میں اس کی نقل کی گئی۔ اس میں خوبی یہ تھی کہ تیسری منزل تک بغیر اسپیکر کے آواز آتی تھی (اور کسی بھی منزل پر اس کی وجہ سے صف میں خلل بھی نہیں آیا تھا)۔ پچاس سال اسی طرح کام چلا، پھر بھی ابا کو محراب میں مزید خوبصورتی اور سہولت کی فکر رہی۔ درمیان میں کئی مرتبہ ارادہ کیا کہ محراب میں تجدید کی جائے۔ اس محراب میں منبر نہیں تھا، اور تنگ بھی اس قدر تھی کہ پڑھتے ہوئے دم گھٹتا تھا۔ منبر بھی لکڑی کا تھا جو اپنی نظیر نہیں رکھتا تھا۔ ایک مرتبہ محراب کا کام شروع بھی کرایا لیکن ایک (ریلوے کے) انجینئر حیات صاحب نے یہ کہہ کر کام رکوا دیا کہ ہم خود اسے بنوائیں گے، لیکن انہوں نے کچھ نہ کیا۔ ۲۰۰۱ء میں مسجد (سٹی اسٹیشن) کی کھڑکیاں اور فرش تبدیل کیا گیا، اس وقت محراب بھی جدید بنادی گئی''

اس محراب کی جدید تعمیر والد محترمؒ نے اپنے ذوق اور تجربے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کی، جو فرش سے تیسری منزل تک ہے، ان ہی دنوں مدرسہ تعلیم القرآن شریفیہ کی عمارت قرآن منزل کی تعمیر بھی مکمل ہوئی، اس پر حضرت قاری صاحبؒ کی خوشی کی انتہا نہیں تھی، اس خوشی کا اظہار وہ موقع بہ موقع کرتے تھے اور متعلقین سے فرماتے تھے کہ میرے لڑکے کو اللہ نے انجینئر بھی بنایا، قانون بھی جانتا ہے، حافظ قرآن بھی ہے، ہرفن مولا ہے ، او کمال قال !

اس موقع پر حضرت قاری صاحبؒ نے مکتوب کی صورت میں ایک تحریر اپنے صاحبزادے (میرے والد محترم) کو لکھی، اس کا عکس یہ ہے :

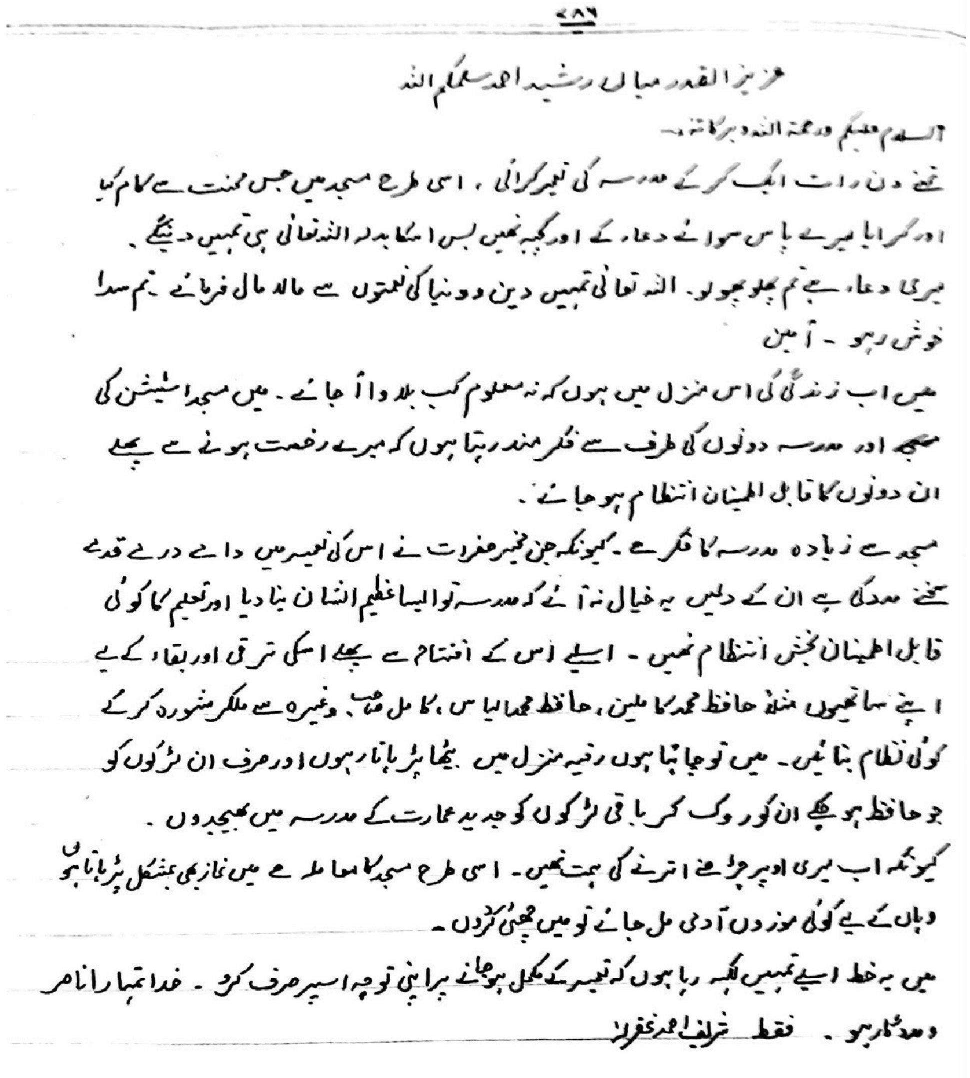
۲۸۶

عزیز القدر میاں رشید احمد سلمکم اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

تمنے دن رات ایک کرکے مدرسہ کی تعمیر کرائی۔ اسی طرح مسجد میں جس محنت سے کام کیا اور کرایا میرے پاس سوائے دعاء کے اور کچھ نہیں بس اسکا بدلہ اللہ تعالیٰ ہی تمہیں دیگے۔

میری دعاء ہے تم پھلو پھولو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں دین و دنیا کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔ تم سدا خوش رہو۔ آمین

میں اب زندگی کی اس منزل میں ہوں کہ نہ معلوم کب بلاوا آ جائے۔ میں مسجد اسٹیشن کی مسجد اور مدرسہ دونوں کی طرف سے فکر مند رہتا ہوں کہ میرے رخصت ہونے سے پہلے ان دونوں کا قابل اطمینان انتظام ہو جائے۔

مسجد سے زیادہ مدرسہ کا فکر ہے۔ کیونکہ جن مخیر حضرات نے اس کی تعمیر میں دامے درمے قدمے سخنے مدد کی ہے ان کے دل میں یہ خیال نہ آئے کہ مدرسہ تو ایسا عظیم الشان بنا دیا اور تعلیم کا کوئی قابل اطمینان بخش انتظام نہیں۔ اسلیے اس کے افتتاح سے پہلے اسکی ترقی اور بقاء کے لیے اپنے ساتھیوں مثلاً حافظ محمد کاملین، حافظ محمد الیاس، کامل صاحب، وغیرہ سے ملکر مشورہ کرکے کوئی نظام بنائیں۔ میں تو چاہتا ہوں رفیہ منزل میں بیٹھا پڑھاتا رہوں اور صرف ان لڑکوں کو جو حافظ ہو چکے ان کو روک کر باقی لڑکوں کو جدید عمارت کے مدرسہ میں بھیجدوں۔

کیونکہ اب میری اوپر چڑھنے اترنے کی ہمت نہیں۔ اسی طرح مسجد کا معاملہ ہے میں نماز بھی بمشکل پڑھاتا ہوں وہاں کے لیے کوئی موزوں آدمی مل جائے تو میں چھٹی کردوں۔

میں یہ خط اسلیے تمہیں لکھ رہا ہوں کہ تعمیر کے مکمل ہو جانے پر اپنی توجہ اسپر صرف کرو۔ خدا تمہارا ناصر و مددگار ہو۔ فقط شریف احمد غفرلہ

گھر میں فرنیچر اپنے ہاتھ سے خود بناتے تھے۔ جب مکتبہ رشیدیہ پاکستان چوک سے اردو بازار کراچی منتقل ہوا اور وہاں مجھے بٹھایا گیا تو وہاں کی الماریاں، بجلی کا کام خود اپنے ہاتھ سے کیا۔ الماریاں

اور کھڑکیاں ، دروازے لکڑی کے پسند کرتے تھے ،لوہے کے پسند نہیں تھے، فرماتے تھے کہ لوہے کا دروازہ صرف صدر دروازہ پر ہونا چاہیے۔

آج کل جس مکان میں میری رہائش ہے، جب اسے لینے کا وقت آیا اور اسے دیکھنے گئے تو بہت بُری حالت میں تھا اس کی ایک وجہ اُس وقت کے وہاں کے مکین تھے، میں نے کہا کہ یہ تو ایسا ہے ؟ فرمانے لگے: اس کی فکر نہ کرو، اپنے حساب سے کرلیں گے۔ اپنی نگرانی میں اور بعض کام اپنے ہاتھ سے کیے تو نقشہ ہی بدل گیا فَجَزَاھُمُ اللّٰہ خَیْرًا !

فن خوش نویسی سے بھی شغف تھا، استاذ محترم منشی محمد یامین صاحب مرصع رقم دہلوی ؒ کے شاگرد تھے۔ اگرچہ اس فن سے قلمی فائدہ کبھی نہ اٹھایا، لیکن کسی خطاط سے کام کرانے کا ذوق آگیا کہ کس سے کرانا چاہیے اور کون بدخط ہے۔ مکتبہ رشیدیہ کی کتابوں کے سرورق کے بہت سے ڈیزائن ان کے اپنے بنائے ہوئے تھے، سرورق کی کتابت اپنے استاذ محترم حضرت مرصع رقم دہلویؒ سے کراتے تھے یا منشی عبدالمجید دہلوی مرحوم کے ایک شاگرد تھے جو ''پیرجی'' سے مشہور تھے ان سے کراتے تھے۔

حفظِ قرآنِ مجید کے بعد ایک تعلق والے کے ہاں میڈیکل سٹور پر کام سیکھنے حضرت قاری صاحبؒ کی منشا کے مطابق بیٹھے، لیکن اس کام کو انہوں نے پسند نہیں کیا، اور اس کی وجہ بتلاتے تھے کہ ایک شخص دوا لینے آرہا ہے، اس کے پاس اٹھنی کم ہے تو دوا نہیں دے رہے، یا دوا جو تجویز ہوئی ہے وہ نہیں ہے تو اس کے فارمولے کی دوسری دے دی، مریض کے لواحقین کا دل دکھتا تھا، اس لیے ان کے دل کے دکھن سے بچنے کے لیے وہاں سے چھوڑ دیا اور حضرت قاری صاحبؒ نے جو اشاعتی ادارہ بنایا تھا، پھر اس کو آگے بڑھایا۔

حضرت قاری صاحبؒ نے ۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۱ء میں کتابوں کی اشاعت کے لیے ادارہ قائم فرمایا تھا اور سب سے پہلے اپنی تالیف ''معلم الدین'' شائع کی تھی۔ یہ ادارہ ''رشید احمد، مسجد ریلوے سٹی اسٹیشن کراچی'' کے نام سے تھا۔ سات آٹھ سال تک یہی چلتا رہا پھر اس کے بعد یہ ادارہ اپنے مکان میں منتقل کرلیا تھا، جو مولا منزل پاکستان چوک کی چوتھی منزل پر تھا۔ میں نے اپنے والد محترم سے سنا ہے کہ

اتنا سستا زمانہ تھا کہ دو ڈھائی سو روپے کی کوئی کتابیں خریدتا تھا تو اس کے کئی بنڈل بنا کر رکشے تک چھوڑنے جاتے تھے۔ ایک عرصے کے بعد ادارے کا نام ''ضمیر برادرز'' رکھ دیا تھا لیکن اس ادارے کے نام سے کوئی کتاب شائع نہیں کی، چند ماہ بعد ''مکتبہ رشیدیہ'' کے نام سے ادارہ معنون ہوگیا اور بحمداللہ تاحال یہی نام ہے۔

جب مکتبہ رشیدیہ پاکستان چوک سے اردو بازار منتقل ہوا تو حضرت قاری صاحبؒ کی کتابوں کی اشاعت کے لیے ''مکتبہ شریفیہ'' بنایا گیا اس سے صرف حضرت قاری صاحبؒ کی کتابیں شائع ہوتی ہیں ۱۳۸۹ھ/۱۹۷۰ء میں والد محترمؒ اور والدہ محترمہ حج پر گئے، مکہ مکرمہ میں مورخِ ملت حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی، حضرت والدِ محترمؒ تحریر فرماتے ہیں :

''حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ ۱۹۷۰ میں حج کے لیے تشریف لائے، میں بھی اس سال حج کی سعادت کے لیے مکہ معظّمہ میں تھا۔ حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ نے امانت والد صاحب (مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ) کے لیے دی تھی، میں یہ امانت دینے عشاء کے بعد محلّہ مسفلہ میں گیا، میاں صاحب سے ملاقات ہوئی، امانت دی، حضرت میاں صاحبؒ نے رات گیارہ بجے مقامِ ابراہیم کا وقت دیا، وقتِ مقررہ پر مقامِ ابراہیم پر پہنچ گیا۔ میاں صاحبؒ دعا میں مشغول تھے میں بھی ان کے ساتھ دعا میں شامل ہوگیا، دعا سے فراغت کے بعد چند باتیں ہوئیں، اس وقت حضرت میاں صاحبؒ نے فرمایا : میری تمام کتابیں تم پاکستان میں چھاپو، میری طرف سے اجازت ہے۔ اس پر میں نے عرض کیا : آپ کے صاحبزادے (مولانا سید حامد میاں صاحبؒ) لاہور میں موجود ہیں، یہ کام وہ بہتر کرسکیں گے۔ حضرت میاں صاحبؒ نے فرمایا: ان کی لائن الگ ہے، آپ کی لائن کتابوں کی اشاعت کی ہے، اس لیے آپ یہ کام کریں۔ پاکستان واپسی کے بعد مشورے سے یہ طے ہوا کہ لاہور سے مولانا سیّد حامد میاں صاحب

(رحمة اللہ علیہ) ہی شائع کریں گے چنانچہ'' علماء ہند کا شاندار ماضی'' اور ''تحریک شیخ الہندؒ ''انہوں نے شائع کیں۔کئی سال بعد مولانا حامد میاں صاحبؒ نے مجھ سے فرمایا کہ تمام کتابیں خراب ہو رہی ہیں، دیمک بھی لگ گئی، اس لیے سب کراچی لے جاؤ، وہ میرے پاس آگئیں، اس کی رقم حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کو کتب فروخت کرکے دے دی۔حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ حج کر کے دہلی چلے گئے اور باقاعدہ تحریری اجازت بھی عطا فرمائی''

والد محترمؒ نے اپنے والد گرامی حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی سرپرستی میں جہاں ان کی تالیفات وتصنیفات چھاپیں، وہیں سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحب دہلویؒ کی ''کشف الرحمٰن'' سب سے پہلی مرتبہ دہلی کی اشاعت کا عکس اٹھا کر دو جلدوں میں شائع کی۔ اس زمانے میں چھاپنے کے لیے کتاب کا عکس بٹر پیپر پر نہیں ہوتا تھا بلکہ پازیٹیو (فلم) بنائی جاتی تھیں وہی زرِ کثیر خرچ کر کے بنوائی گئیں۔کشف الرحمٰن میں قرآنِ مجید کو حضرت قاری صاحبؒ نے پڑھا اور جہاں جہاں اعراب کی غلطیاں رہ گئیں تھیں ان کی تصحیح کی گئی تھی، اس کی اشاعت کراچی میں ان ہی دنوں جوتے والوں کی برادری کے ایک بزرگ نے بھی کی تھی اور وہ علماء میں مفت تقسیم کرتے تھے۔ انہوں نے حضرت سحبان الہندؒ کے لڑکے سے کہا کہ مکتبہ رشیدیہ کراچی نے کشف الرحمٰن چھاپی ہے انہیں روکیں وہ حضرت قاری صاحبؒ کے پاس مدرسے میں دکھنی مسجد آئے اور کہا کہ آپ نے حضرت سحبان الہندؒ کی اولاد سے اجازت نہیں لی ہے اس لیے اسے بند کردیں۔ساتھ میں عدالتی کارروائی کی دھمکی بھی دی !

حضرت قاری صاحبؒ نے فرمایا کہ آپ ہندوستان میں چھاپ کر ہمیں بھیج دیں، ہم بند کردیں گے، ہم نے تو حضرت سحبان الہندؒ کا نام زندہ رکھا ہے اور آپ اعتراض کر رہے ہیں ؟ آپ سے جو ہوسکتا ہے کیجیے۔وہ اپنا سا منہ لے کر چلے گئے۔

والد محترمؒ دارالعلوم دیوبند کے صد سالہ اجلاس کے بعد ہندوستان گئے تو کشف الرحمٰن کے چند نسخے لے گئے اور حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ (مہتمم دارالعلوم دیوبند) کو اور

حضرت مولانا سیّد اخلاق حسین صاحب قاسمیؒ کو بھی پیش کیا، اس کے علاوہ کئی شخصیات کو بھی پیش کیا۔

بعد میں والد محترمؒ نے زرِ کثیر صرف کر کے اس کی کتابت کرائی تو وہ چار جلدوں میں ہوگئی اور الحمدللہ چھپ رہی ہے۔ حضرت سبحان الہندؒ کی کتابیں بھی والد محترمؒ نے شائع کی ہیں۔

افضل المفسرین حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''فتح المُلھم'' شرح صحیح مسلم (عربی) جو کراچی میں ایک صاحب جن کا جماعت اسلامی سے بہت گہرا تعلق تھا اور وہ جماعت اسلامی کے چوتھے امیر کے خسر تھے، اور لطف یہ کہ ان کے گھر کی خواتین شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ سے بیعت تھیں چھاپ رہے تھے، لیکن ظلم انہوں نے یہ کیا کہ پہلی جلد سے مقدمہ نکال دیا اور تیسری جلد بھی نہیں چھاپی۔ والد محترمؒ نے اسے مکمل چھاپ دیا، ان صاحب کو بہت برا لگا، لیکن انہوں نے اس کی اشاعت روک دی اور والد محترم اسے چھاپتے رہے فتح المُلھم کی اشاعت میں حضرت جی مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کی خواہش کو دخل تھا۔

حضرت مولانا سعید احمد صاحب اکبر آبادیؒ سے ان کی تصانیف کی اجازت باقاعدہ لی اور انہیں اس کی مد میں ایک معقول رقم ادا کی جوان کا حق تھا ! ایک لطیفہ یہ ہوا کہ اس وقت معاہدے میں ایک صاحب مولانا فضل ربی صاحب ندوی بھی تھے جن کے دستخط بھی ہوئے معاہدے کے بعد سب سے پہلے ان ہی نے مولانا کی کتاب ''عثمان ذوالنورینؓ'' شائع کی۔

مکتبہ رشیدیہ کراچی کی فہرست دیکھ کر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کتنی قیمتی کتابیں والد صاحب مرحوم نے شائع کی ہیں، اللہ تعالیٰ اسے نجات کا ذریعہ بنائے، آمین !

والد محترمؒ نے دو کتابیں بھی تالیف فرمائیں ایک '' آسان تجوید القرآن'' دوسری '' آسان لہجات القرآن''۔ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمیؒ کی وہ تقاریر جو حضرت قاری صاحبؒ کے مدرسہ میں انہوں نے فرمائی تھیں انہیں مرتب کیا ہے۔ حضرت قاری شریف احمد صاحبؒ کی کتاب ''تاریخ حرمین شریفین'' پر نظر ثانی اور اضافے کیے ہیں۔

والد محترمؒ کا نکاح اپنی تایازاد سے ہوا، حضرت قاری صاحبؒ نے اپنی بیاض میں لکھا ہے :

''عقد (نکاح) : ہمراہ صاحبزادی حکیم حافظ بشیر احمد صاحب، مالک فیض عالم دواخانہ یونانی، مورخہ ۲۱رذی الحجہ ۱۳۸۶ھ/ مطابق ۲راپریل ۱۹۶۷ء، رام سوامی جیون اسٹریٹ کراچی''

آپ کا نکاح خطیب الامت حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی نے پڑھایا تھا آپ کی اولاد میں پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں، ان میں سے ایک بیٹے حافظ منیر احمد صاحب شریفی ۱۷رصفر المظفر ۱۴۲۵ھ/ ۸راپریل ۲۰۰۴ء اکتیس سال کی عمر میں طویل بیماری کے بعد فوت ہوگئے یہ اولاد میں پانچویں اور بھائیوں میں تیسرے نمبر پر تھے۔

دوسرے بیٹے ضمیر احمد صاحب ۱۱رشوال المکرّم ۱۴۴۱ھ/ ۳رجون ۲۰۲۰ء کو اکیاون برس کی عمر میں انتقال کر گئے فرحمهما الله تعالٰى ! باقی تین بیٹے تنویر احمد شریفی، حافظ فرید احمد شریفی اور توفیق احمد شریفی سلمہم ہیں۔

والد محترم جامع مسجد سٹی اسٹیشن کراچی اور مسجد عائشہ پاکستان چوک کے نگران تھے مسجد البرید جنرل پوسٹ آفس کے بھی ٹرسٹی تھے۔

مدرسہ تعلیم القرآن شریفیہ، قرآن منزل قاری شریف احمد اسٹریٹ پاکستان چوک کے مہتمم تھے۔ مدرسہ تعلیم القرآن شریفیہ کے فارغ شدہ حفاظ کی تنظیم ''تنظیم القرأ والحفاظ'' کے چیئرمین ٹرسٹی تھے۔ مجلس یادگار شیخ الاسلام پاکستان کراچی کے صدر تھے۔ جامعہ یوسفیہ بنوریہ شرف آباد کراچی کے بھی ٹرسٹی تھے۔ اس کے علاوہ بہت سے خیر کے کاموں میں ان کا حصہ تھا جس کا علم بعد میں ہوا، آپ کا بیعت واِرادت کا تعلق اُستاد محترم حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب سے تھا۔

آپ نے ''المُخزن پرنٹرز'' کے نام سے پرنٹنگ پریس بھی قائم کیا جس کا افتتاح شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس اللہ سرہٗ کے داماد حضرت مولانا سیّد رشید الدین صاحب (مہتمم مدرسہ شاہی مراد آباد) کے دست مبارک سے ہوا تھا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے خیر کے کاموں کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین !

عہدِ مغلیہ کی تعلیمی حالت : ایک تاریخی و تجزیاتی مطالعہ

قسط : ۱

The Educational Conditions of the Mughal Era

A Historical and Analytical Study

﴿ مولانا سید حسان میاں صاحب، نائب مہتمم جامعہ مدنیہ لاہور ﴾
پی ایچ ڈی اسکالر، یونیورسٹی آف ایجوکیشن لاہور پاکستان

تعارف اور تاریخی حقیقت :

برصغیر پاک و ہند کی صدیوں پر محیط تاریخ میں عہدِ مغلیہ (۱۵۲۶ء تا ۱۸۵۷ء) ایک ایسا درخشاں دور ہے جسے عام طور پر صرف سیاسی فتوحات، عسکری طاقت، شاندار طرزِ تعمیر اور درباری ثقافت کی رونقوں کے حوالے سے ہی یاد کیا جاتا ہے۔ نصابی کتابوں سے لے کر عوامی گفتگو تک، مغلوں کی پہچان کو زیادہ تر ان کے شاہی محلات، جنگی حکمتِ عملیوں اور درباری شان و شوکت تک محدود کر دیا گیا ہے۔ لیکن اس عظیم الشان دور کی علمی گہرائی، فکری ترقی اور تعلیمی حالت تاریخ کا ایک ایسا اوجھل اور گمشدہ باب ہے جس کو اس انداز سے پیش نہیں کیا گیا جو کرنا چاہیے تھا۔

فکری مسماری اور موجودہ مقالے کا ہدف :

چنانچہ عہدِ مغلیہ کے تعلیمی منظرنامے کا از سرِ نو جائزہ لینا محض ایک تاریخی تفریح نہیں بلکہ ایک ناگزیر علمی ضرورت ہے ! جب تک ہم برصغیر پر قابض انگریز مورخین کے قائم کردہ اس متعصّبانہ اور یکطرفہ بیانیے کی فکری مسماری (Deconstruction) نہیں کریں گے، تب تک ہم مغل دور کے اس حقیقی تعلیمی ڈھانچے، نصابِ تعلیم اور علمی خود کفالت کا درست ادراک حاصل نہیں کر سکتے جو لارڈ میکالے کے استعماری[1] تعلیمی منٹ ۱۸۳۵ء کی نذر ہو گیا ! اس پس منظر میں یہ بنیادی تحقیقی سوال ابھرتا ہے کہ

---

[1] غاصبانہ قبضہ، غاصبانہ تسلط، کسی ملک کے تمام وسائل پر قبضہ کر کے اس سے فائدہ حاصل کرنا اور اس ملک کے باشندوں کو ذلیل و خوار کرنا استعماریت کہلاتا ہے۔

کیا عہدِ مغلیہ کا ہندوستان واقعی علمی و تعلیمی اعتبار سے پسماندہ تھا، یا یہ تصور برصغیر پر قابض انگریز مورخین کا مرتب کردہ ایک فکری مغالطہ (Intellectual Fallacy) ہے۔ یہ مقالہ اسی فکری خلا کو پُر کرنے اور تاریخ کے اس مسخ شدہ باب کو اس کے اصل علمی تناظر میں دیکھنے کی ایک سنجیدہ تحقیقی کوشش ہے۔

ریاستی پالیسی اور بنیادی مغل ماخذ (Primary Sources) کا تضاد :

برصغیر پر قابض انگریز مورخین کے اس بے بنیاد پروپیگنڈے کے برعکس کہ مغل عہد میں تعلیم کی کوئی باقاعدہ ریاستی پالیسی موجود نہیں تھی، اُس دور کے اپنے سرکاری اور نیم سرکاری بنیادی ماخذ ایک بالکل مختلف اور روشن حقیقت پیش کرتے ہیں ! مغل بادشاہوں کے دور میں تعلیم محض کوئی نجی، اتفاقی یا انفرادی عمل نہیں تھی، بلکہ اسے اعلیٰ ترین سطح پر باقاعدہ ریاستی سرپرستی حاصل تھی۔ مغلوں کے عہد کے شاہی فرامین، مالیاتی اوقاف کے قوانین اور دفتری دستاویزات یہ ثابت کرتی ہیں کہ حکومت مدارس (School) کے قیام، اساتذہ کی معاشی خودمختاری اور تعلیمی معیار کو برقرار رکھنے میں براہِ راست حصہ لیتی تھی !

یہ مغل ماخذ واضح کرتے ہیں کہ ریاست نے علم کی ترویج کے لیے ایک مستقل انتظامی ڈھانچہ قائم کررکھا تھا جس کا بنیادی مقصد معاشرے میں علم و ہنر کو عام کرنا تھا۔ برصغیر پر قابض انگریز حکام نے اپنے غاصبانہ قبضے کو جائز ثابت کرنے کے لیے مغلوں کی اس منظّم تعلیمی کوشش کو دانستہ طور پر نظرانداز کیا، تاکہ یہاں کی مقامی آبادی کو فکری طور پر پسماندہ ثابت کیا جا سکے۔ اس نظام کی وسعت اور گہرائی کو سمجھنے کے لیے ہمارے پاس متعدد بنیادی ماخذ موجود ہیں، جن میں سے بیشتر کو اسی عہد کے چشم دید گواہوں یا خود اس نظام کے معماروں نے تحریر کیا ہے۔

آئینِ اکبری اور منصبِ صدرالصدور : مالی خودمختاری کا ریاستی نظام

ان ہی بنیادی ماخذات میں شہنشاہ جلال الدین اکبر کے وزیر ابوالفضل علامی کی شہرہ آفاق تصنیف آئینِ اکبری (تقریباً ۱۵۹۰ء) سب سے نمایاں ہے۔ یہ کتاب محض ایک درباری تاریخ نہیں بلکہ مغلیہ نظامِ تعلیم، اس کے انتظامی ڈھانچے اور ریاستی پالیسیوں کا ایک مستند انسائیکلوپیڈیا ہے !

اس میں ابوالفضل نے تفصیل سے بتایا ہے کہ مغل سلطنت میں علمی وظائف کا انتظام کس قدر باقاعدہ تھا :

> **The Sadr, also called Sadr us Sudr, is the chief of the Emperor's ecclesiastical department ... His Majesty has appointed an officer, distinguished by the title of Sadr, for the purpose of bestowing subsistence allowances on the learned and the pious ... It is his duty to investigate the circumstances of the applicants ... and to assign to each a suitable allowance. (1)**

> ''صدر، جسے صدر الصدور بھی کہا جاتا ہے، شہنشاہ کے مذہبی (دینی) امور کے شعبے کا سربراہ ہوتا ہے۔ بادشاہ سلامت نے صدر کے معزز لقب سے ایک افسر مقرر کیا ہے، جس کا مقصد اہل علم اور پرہیزگاروں کو وظائف اور مالی امداد (مددِ معاش) عطا کرنا ہے ... یہ اس کا فرض ہے کہ وہ درخواست گزاروں کے حالات کی جانچ پڑتال کرے ... اور ہر ایک کے لیے مناسب وظیفہ مقرر کرے''

مذکورہ بالا سرکاری عبارت سے یہ واضح طور پر اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کس طرح شہنشاہ نے صدر الصدور کے عہدے کے تحت علماء، محققین اور صلحا کے لیے مددِ معاش (تعلیمی وظائف) کا ایک مستقل اور باقاعدہ محکمہ قائم کیا تھا تاکہ علم کا حصول معاشی فکر سے آزاد ہو سکے۔

اکبری عہد کا تدریسی طریقہ کار اور نصابِ تعلیم :

ریاستی سطح پر مالی سرپرستی کا یہ انتظام کرنے کے بعد، شہنشاہ اکبر نے صرف اسکولوں کی مالی امداد پر ہی بس نہیں کیا، بلکہ آگے چل کر وہ مکاتب کے طریقہ تعلیم (Pedagogy) اور نصاب کے لیے بھی باقاعدہ شاہی ہدایات جاری کرتے ہیں۔ ابوالفضل کے مطابق

---

(1) Abul Fazl Allami, The Ain i Akbari, trans. H. Blochmann, Vol. 1 (Calcutta: Asiatic Society of Bengal, 1873), 278-285.

His Majesty orders that every school boy must learn to write the letters of the alphabet first and then learn to trace their several forms. He ought to learn the shape and name of each letter... after which the boy should learn some prose and poetry by heart, and then commit to memory some verses to the praise of God, or moral sentences. (Abul Fazl, Ain i Akbari, 1:288)

''بادشاہ سلامت کا حکم ہے کہ مکتب (اسکول) کے ہر بچے کو سب سے پہلے حروفِ تہجی لکھنا سیکھنا چاہیے اور پھر ان کی مختلف شکلوں کی مشق کرنی چاہیے۔ اسے ہر حرف کا نام اور اس کی بناوٹ اچھی طرح سیکھنی چاہیے اس کے بعد بچے کو کچھ نثر اور شاعری زبانی یاد کرنی چاہیے، اور پھر خدا کی حمد و ثنا پر مبنی کچھ اشعار اور اخلاقی اقوال ذہن نشین کرنے چاہئیں''

آپ بادشاہ کی اپنی قلمرو[1] کے معصوم بچوں سے متعلق اس دلی خیر خواہی اور علمی دلچسپی کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ تعلیم کے طریق کار میں کس طرح بچوں کی نفسیات کے مطابق پہلے حروفِ تہجی، پھر خطاطی و بناوٹ، اس کے بعد نثر و نظم، اور پھر بلند کردار سازی کے لیے اخلاقی جملے حفظ کرائے جانے کا باقاعدہ ریاستی حکم دیا تھا۔ یہ اس بات کا پختہ ثبوت ہے کہ مغلوں کا تعلیمی ڈھانچہ کتنا مربوط اور ترقی یافتہ تھا۔

اکبر کے اس تعلیمی ڈھانچے اور آئینِ اکبری کی ان دستاویزی گواہیوں سے یہ بات تو ثابت ہو جاتی ہے کہ سولہویں صدی کے اواخر تک مغلوں کا تعلیمی نظام کس قدر مستحکم تھا۔ اب یہ دیکھنا نہایت دلچسپ اور علمی ضرورت کا تقاضا ہے کہ اکبر کے بعد آنے والے مغل سلاطین، خصوصاً شاہجہان اور اورنگزیب عالمگیر کے ادوار میں اس ریاستی نظامِ تعلیم نے کس طرح مزید وسعت اختیار کی اور یہ کارواں آگے بڑھتا ہوا کس طرح سترہویں اور اٹھارویں صدی میں داخل ہوا۔

---

[1] سلطنت، مملکت و ملک

عہدِ جہانگیری میں علم کی ترویج اور آگرہ کا تعلیمی ماحول :

اکبری دور کے بعد، اس تعلیمی نظام کی وسعت اور گہرائی کو سمجھنے کے لیے ہمارے پاس متعدد دوسرے بنیادی ماخذ بھی موجود ہیں جیسا کہ مغل شہنشاہ نور الدین جہانگیر، جن کی اپنی لکھی ہوئی خودنوشت سوانح عمری ''تزکِ جہانگیری'' [1] علمی تاریخ کا ایک اہم سنگِ میل ہے۔اس کتاب میں انہوں نے نہ صرف اپنے عہد کی شاندار علمی فضا کو تفصیل سے بیان کیا ہے بلکہ اس بات کا بھی برملا اعتراف کیا ہے کہ دارالحکومت آگرہ کس طرح علم و ہنر کا مرکز بن چکا تھا :

> The inhabitants of Agra exert themselves greatly in the acquirement of crafts and the search after learning. Various professors of every religion and creed have taken up their abode in the city. (2)

> ''آگرہ کے رہنے والے ہنر سیکھنے اور علم حاصل کرنے میں بہت زیادہ تگ و دو کرتے ہیں، اسی لیے یہ شہر صناعوں (ہنرمندوں) اور طلب علوم سے بھرا ہوا ہے۔ یہاں ہر دین، عقیدے اور مذہب وملت سے تعلق رکھنے والے مختلف اساتذہ، ماہرین اور علماء آباد ہیں جنہوں نے اس شہر کو اپنا مسکن بنالیا ہے''

مدارس کی مالی معاونت اور جہانگیر کا انقلابی قانون :

عہدِ جہانگیر کی ایک اور اہم تاریخی دستاویز نامور مورخ محمد ہاشم خوافی خاں کی تصنیف ''منتخب اللباب'' ہے جس میں جہانگیر کے ایک ایسے انقلابی اور تاریخی قانون کا ذکر ملتا ہے جس نے تعلیمی اداروں کو مستقل مالی تحفظ فراہم کیا۔اس سرکاری قانون کے مطابق :

---

[1] تزک سے مراد کسی بادشاہ یا حکمران کی خودنوشت سوانحِ عمری (Autobiography)، روزنامچہ یا یادداشتیں (memories) ہوتی ہیں۔

(2) Nur al-Din Jahangir, The Tuzuk-i-Jahangiri, trans. A. Rogers, ed. H. Beveridge, Vol.1 (London: Royal Asiatic Society, 1909), 3.

''جہاں کہیں بھی سلطنت کی حدود میں کوئی امیر یا تاجر بغیر کسی حقیقی یا متبنیٰ وارث کے مرجاتا، اس کی تمام جائیداد ریاست کے حوالے کر کے مدارس اور خانقاہوں پر خرچ کی جاتی تھی''

یہ شاہی قانون اس بات کا سب سے بڑا اور بین ثبوت ہے کہ مغل سلطنت میں تعلیمی اداروں کی مالی معاونت اور بقا کو ریاست کی اوّلین ترجیح حاصل تھی۔ شہنشاہ جہانگیر نے علم پروری کی جو یہ پائیدار روایت قائم کی، آگے چل کر مغل سلاطین نے اسی روایت کو مزید آگے بڑھایا، اور اس سلسلے میں اورنگزیب عالمگیر نے بھی تعلیم کے فروغ اور سرپرستی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ (جاری ہے)

اہم اعلان

شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب نور اللہ مرقدہ کی شخصیت و خدمات پر انوار مدینہ کی ایک خصوصی اشاعت کا اہتمام کیا جا رہا ہے جس میں معاصرین، تلامذہ، متعلقین و محبین حضرات کے تاثرات بھی شامل ہوں گے ! جو حضرات اپنے مضامین و مقالات، تاثرات، تعزیتی پیغامات یا منظوم کلام ارسال فرمانا چاہیں، جلد از جلد درج ذیل پتہ، ای میل یا واٹس ایپ نمبر پر ارسال فرما دیں علاوہ ازیں اگر کسی کے پاس شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ کے ہاتھ کا لکھا ہوا مکتوب یا تحریر موجود ہو تو اسے بھی ارسال فرما دیں ! ! جو حضرات اپنے تاثرات زبانی بتانا چاہیں، وہ اپنے نام، پتے اور مکمل تعارف کے ساتھ درج ذیل نمبر پر صوتی پیغام (وائس میسج) بھی ارسال فرما سکتے ہیں اگر مضمون، مقالہ، مکتوب یا تاثرات کمپوز شدہ ہوں تو ان کی کمپیوٹر فائل بھی ای میل یا واٹس ایپ فرما دیں تو نوازش اور ادارے کے ساتھ دوہرا تعاون ہوگا

رابطہ : ڈاکٹر محمد امجد غفرلہٗ

جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد ۱۹ رکلو میٹر شارع رائیونڈ لاہور

+92 333 - 4249302

قسط : ۲ ، آخری

حضرت مولانا سیف الرحمٰن صاحب کابلیؒ

﴿ مولانا محمد معاذ صاحب لاہوری، فاضل جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

ندوۃ العلماء میں تقرر کی کوششیں :

مولانا سیف الرحمٰن کابلیؒ ابھی ٹونک ہی میں تھے کہ آپ کی شہرت ہندوستان کے مؤقر اداروں میں پہنچ چکی تھی، یہ اس دور کی بات ہے جب ندوۃ العلماء کے سرپرست علامہ شبلی نعمانیؒ تھے، مولانا حبیب الرحمٰن شروانیؒ نے ندوۃ کے طلبہ کی بعض عملی معاملات میں سستی کو شبلی کے سامنے رکھا تو علامہ نے ان کے بہترین حل کے لیے مولانا سیف الرحمٰن کابلیؒ کے وجود کو ندوۃ العلماء میں ہونا لازم قرار دیا اور مولانا شروانیؒ سے اصرارا کہا جیسے کیسے ہو مولانا کابلی کو ندوہ بلایئے، ہم یہاں خطوط شبلی کے متعلقہ حصے دے رہے ہیں، ان سے علامہ شبلی کی نظر میں مولانا سیف الرحمٰن کابلیؒ کے تدین اور علمی قد کا اندازہ ہوتا ہے، علامہ لکھتے ہیں :

''اس میں کچھ شبہ نہیں کہ طلبہ میں تقدس کا اثر نہیں ہے، آپ نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ ایک دفعہ ندوے کے لڑکے ڈیپوٹیشن کے طور پر بھیکن پور بھی گئے تھے، ان کی وضع سے آپ نے سمجھا کہ علی گڑھ کے لڑکے ہیں۔ یہ میری موجودگی سے قبل کا زمانہ ہے اس کی وجہ، میں نے بہت سوچا اس کے سوا کوئی نہیں کہ ابتدا سے آج تک کوئی پرنسپل مقدس اور با اثر نہیں ملا''

اس سے آگے مولانا کابلیؒ کے متعلق لکھتے ہیں :

''اس کی تدبیر صرف یہ ہے کہ کوئی مقدس بزرگ ہاتھ آئیں، مولوی سیف الرحمٰن

صاحب کی تعریف مولوی مسیح الزمان صاحب بہت کرتے ہیں، میں نے ان کو کہا لیکن وہ پچاس پر نہیں آتے۔ بہر حال یہ معاملہ موجودہ صورت حال میں معمولی معاملہ نہیں'' ۱؎

یہ خط ۲۹ر ستمبر ۱۹۱۰ء کا ہے، ایک ماہ بعد ۲۷ر اکتوبر کے خط میں بھی علامہ شبلی نے مولانا کے تقرر کی تاکید کی، شبلی لکھتے ہیں: مولوی سیف الرحمٰن کو بلوائیے اور تقرر کیجیے ۲؎

تحریک شیخ الہندؒ میں کردار :

حضرت مولانا سیف الرحمٰن صاحب کابلیؒ مجاہد ملت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے تلمیذ رشید تھے، حریت و جہاد کا سبق آپ نے درس حدیث کے ساتھ ساتھ رشیدی درگاہ ہی سے حاصل کیا تھا، حضرت شیخ الہندؒ بھی اسی درگاہ کے خوشہ چین تھے اس لیے دونوں حضرات کی ذہنی ہم آہنگی میں زیادہ وقت نہ لگا، مولانا کابلیؒ جب فتح پوری میں صدر مدرس ہوئے تو اسی زمانہ میں امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ فتح پوری ہی کی عمارت میں '' نظارۃ المعارف '' کے نام سے دفتر قائم کر کے تحریکی کام کا آغاز کر چکے تھے ! ان حضرات کی نہ صرف باہمی مشاورت قائم رہی بلکہ کبھی کبھی اس مشاورت میں حضرت شیخ الہندؒ بھی شریک ہوا کرتے تھے ! مولانا خان بہادر مارتونگیؒ فرماتے ہیں :

''جب حضرت مولانا سیف الرحمٰن صاحبؒ اپنے اسباق سے فارغ ہو جاتے تو وہ اور مولانا سندھیؒ مسجد فتح پوری کے محراب میں خفیہ مشورے کرنے لگتے ۳؎

ریشمی خطوط سازش کیس میں بھی ان مشوروں کے متعلق درج ہے :

''اس سلسلہ میں مولانا (حضرت شیخ الہندؒ) دلی بھی گئے اور فتح پوری دلی کے مولوی سیف الرحمٰن اور عبیداللہ سے مشورے کیے'' ۴؎

۱؎ خطوط شبلی بنام شروانی، سلسلہ مکاتیبِ اکابر ندوۃ العلماء بنام مولانا حبیب الرحمٰن خان شروانی، ترتیب و تدوین: فیصل احمد ندوی، سن اشاعت: ۲۰۲۰ء طابع: اے آر انٹر پرائز نئی دہلی، صفحہ ۱۴۲ ۲؎ خطوط شبلی بنام شروانی، صفحہ ۱۴۵
۳؎ مارتونگ بابا کی کہانی ص ۲۴ ۴؎ ریشمی خطوط سازش کیس مشمولہ تحریک شیخ الہندؒ ص ۲۷۴

ریشمی خطوط سازش کیس اور ریشمی خطوط کی ڈائری میں متعدد مقامات پر آپ کا تذکرہ نام بنام درج ہے جس سے بخوبی معلوم کیا جا سکتا ہے کہ آپ تحریک کے کسی قدر سرگرم اور اہم کارکن تھے ! ! ہم ان اقتباسات کو مختصر پس منظر کے ساتھ یہاں درج کر رہے ہیں، تفصیلات کے لیے تحریک شیخ الہندؒ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کراچی ملاحظہ فرمائیں !

تحریک شیخ الہندؒ کے ظاہر ہونے کے بعد محکمہ سی آئی ڈی نے مقدمہ چلانے کے لیے ایک استغاثہ پیش کیا جس میں تفصیلات سے قبل اُن انسٹھ حضرات کے نام درج ہیں جن پر مقدمہ چلایا گیا اور ان میں سے بعض کے بیان بھی لیے گئے، استغاثہ کی ابتدائی سطور جن سے اس کا مدعٰی واضح ہوتا ہے یہ ہے :

بیان استغاثہ سپرنٹینڈنٹ پولیس

عرض گزار ہے کہ مندرجہ ذیل اشخاص نے یکم جنوری ۱۹۱۳ء اور یکم جنوری ۱۹۱۷ء کے درمیان برطانوی ہند کے اندر اور باہر سازش کی ہے، ملک معظم شہنشاہ کی افواج کے خلاف جنگ کرنے کی، جنگ کے لیے کوشش کرنے کی اور جنگ میں مدد دینے کی کوشش کرنے کی، یا اس بات کی کوشش کی ہے کہ ملک معظم شہنشاہ کو برطانوی ہند کے اقتدارِ اعلیٰ سے محروم کردیں، یہ کارروائیاں ضابطہ فوجداری ہند کی دفعہ ۱۲۱ الف کے تحت مستلزم سزا ہیں [1]

اس کے بعد ان اُنسٹھ حضرات کے نام درج ہیں جو تحریک کے اہم کردار تھے ان میں نمبر ۵۴ پر ہمارے ممدوح کا نام درج ہے :

۵۴ : سیف الرحمٰن مولوی پسر غلام خان آف پشاور ضلع سرحدی صوبہ (مفرور ہے) [2]

ریشمی خطوط سازش کیس کے خلاصہ میں درج ہے :

آزاد علاقے کو مولوی سیف الرحمٰن کا مشن :

جون ۱۹۱۵ء میں مولوی سیف الرحمٰن جو فتح پوری مسجد میں استاذ تھے اچانک غائب ہو گئے،

---

[1] تحریک شیخ الہندؒ ص ۲۵۰ [2] تحریک شیخ الہندؒ ص ۲۵۶

بعد میں معلوم ہوا کہ وہ شمال مغربی سرحد کو عبور کرکے آزاد علاقے میں پہنچ گئے ہیں وہ فوراً حاجی صاحب ترنگزئی سے وابستہ ہوگئے وہ ضلع پشاور کا ایک پُر جوش لیکن بااثر کٹر متعصب ہندوستانی تھا اور ہجرت کرکے آزاد علاقے میں آگیا تھا، اس نے حاجی صاحب کو مجبور کیا کہ علَم جہاد بلند کرنے کی ان تھک کوشش میں سرحد کا دورہ کریں، وہ کامیاب رہا۔ اس کا ثبوت ان واقعات سے مل گیا جن کے نتیجے میں ۱۵/اگست ۱۹۱۵ء کو رستم کے مقام پر جنگ ہوئی جس میں کئی متعصب ہندوستانی کام آئے۔

اس کے بعد ہماری سرحدوں پر رہنے والے قبائل کی بے چینی اور شورشیں بھی حاجی صاحب کی کوششوں کا نتیجہ تھیں، اس وقت یہ بات معلوم نہ تھی لیکن بعد میں اس بات کی تصدیق ہوگئی کہ سیف الرحمٰن کے مشن کی ذمہ داری بھی عبیداللہ پر ہے یہ اس کی سازش کا ایک لازمی حصہ تھا ۱؎

مؤرخ ملت حضرت مولانا سید محمد میاں دیوبندیؒ کے مطابق اس پیراگراف میں چند باتیں خلافِ اصل درج ہیں جن کی تردید دیگر قرائن سے ہوتی ہے مثلاً پیراگراف میں درج ہے کہ حاجی صاحب ترنگ زئی پر جہاد کے لیے زور مولانا کابلیؒ نے دیا تھا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ حاجی صاحب کو مجبور حضرت شیخ الہندؒ نے کیا تھا البتہ اس مشن کو لے کر روانہ مولانا کابلیؒ ہی ہوئے تھے، ملک معظم کو پیش کیے گئے استغاثہ کے فقرہ ۳۱ میں اس کی وضاحت درج ہے !

> ''۳۱ : آزاد علاقہ میں منصوبہ کی پیش رفت سے بظاہر مولانا مطمئن نہ تھے کیونکہ ان کی ہدایت پر جون ۱۹۱۵ء میں چار سازشی یعنی سیف الرحمٰن، حاجی ترنگزئی، فضل ربی اور فضل محمود اِس لیے سرحد پار بھیجے گئے تاکہ سرحدی قبائل کو جہاد کے لیے اور برطانیہ کے خلاف جنگ کے لیے اُکسائیں، ان مولویوں نے جو کچھ کیا وہ اس مقدمہ کی تفصیل کا ایک حصہ ہے'' ۲؎

استغاثہ کے فقرہ ۵۵ میں درج ہے :

> ۵۵ : دریں اثنا ۱۹۱۵ء میں حاجی صاحب ترنگ زئی اور مولوی فضل ربی، فضل محمود اور عبدالعزیز و سیف الرحمٰن سرحد پار کافی (سر) گرم رہے، ان کو مولانا

۱؎ تحریک شیخ الہندؒ ص ۲۳۵ ۲؎ تحریک شیخ الہندؒ ص ۲۷۴ و ۲۷۵

نے شورش پھیلانے کے لیے بھیجا تھا چنانچہ برطانیہ کے خلاف جنگ میں بہت سے قبائلیوں نے حصہ لیا ! ۱

سرکار کو جو استغاثہ پیش کیا گیا تھا اس میں دوسرا نام عبدالباری جیلانی پسر غلام جیلانی کا ہے یہ صاحب اصلاً ساکن محلّہ قاضی جالندھر کے تھے جبکہ استغاثہ کے وقت لائل پور میں نظر بند رہتے ! مؤرخ ملت مولانا محمد میاں دیو بندیؒ نے ان کے بیان کو تحریک کی تاریخ کے اعتبار سے اہم سمجھ کر شامل کیا اس بیان میں مولانا سیف الرحمٰن کابلیؒ کے ورود کابل کے بارے میں درج ہے :

''اس کے کچھ دن بعد مولانا سیف الرحمٰن کابل پہنچے وہ عبیداللہ کا پرانا دوست تھا وہ مسجد علیا حضرت میں ٹھہرے جہاں ہم نے بھی ان سے ملاقات کی اس نے کہا کہ اس نے پنجاب سے نقل وطن کیا اور برطانیہ کے خلاف فوجی کارروائیوں میں حصہ لیا ہے'' ۲

''امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھی نے ۱۰ر جولائی ۱۹۱۶ء کو شیخ عبدالرحیم کے نام خط لکھا، اس خط میں حضرت شیخ الہند کے نام ایک خط جس میں تحریک سے متعلق منصوبہ، جنود ربانیہ کے عہدوں اور عہدہ داروں کی تفصیلات درج تھیں۔ یہ خطوط شیخ عبدالحق نومسلم کے ذریعے شیخ عبدالرحیم کو بھجوائے گئے تھے مگر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ یہ خطوط اس کے پاس سے اس کے سابقہ مالک خان بہادر رب نواز خان کو ملے جسے اس نے گورنر پنجاب مائیکل اوڈوائر کو پہنچا دیا'' ۳

حضرت شیخ الہندؒ کو بھیجے اس خط میں مولانا کابلیؒ کا ذکر خیر ہے، ہم اس اندارج سے قبل خط کا ایک اقتباس درج کر رہے ہیں جس سے جنود ربانیہ کا تعارف حاصل ہوتا ہے حضرت سندھیؒ لکھتے ہیں :

دوسری جماعت الجنود الربانیہ : یہ فوجی اصول پر مخصوص اسلامی جماعت ہے جس کا مقصدِ اوّلیہ سلاطین اسلام میں اعتماد پیدا کرنا ہے اس کا صدر جس کا نام

---

۱ تحریک شیخ الہندؒ ص ۲۸۸ ۲ تحریک شیخ الہندؒ ص ۳۳۴ ۳ تحریک شیخ الہندؒ ص ۳۸۴

فوجی قاعدہ سے جنرل یا القائد ہے حضور کو قرار دیا گیا ہے اور مرکز اصلی مدینہ منورہ اس لیے خیال ہے کہ حضور مدینہ منورہ میں رہ کر خلافت علیا سے افغانستان و ایران کے ساتھ معاہدہ کی سعی فرمائیں اور افغانستان کے متعلق نیز یاغستان کے متعلق تجویز کو خدام تک پہنچا دینا کافی خیال فرمائیں [۱]

اس خط میں صورتِ حال کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا کابلیؒ کے بارے میں حضرت سندھیؒ تحریر فرماتے ہیں :

''بندہ یاغستان ایک ماہ قیام کر کے وفد مہاجرین کے ساتھ کابل پہنچا، مولانا سیف جماعت سے الگ ہو کر یہاں مقیم ہیں ان کے لیے دولت کی طرف سے کام کی تجویز ہو رہی ہے'' [۲]

اس عریضہ کے آخر میں حضرت سندھیؒ نے جن حضرات کا دعا وسلام حضرت شیخ الہندؒ کی خدمت میں عرض کیا ان میں مولانا سیف الرحمٰن کابلیؒ بھی شامل ہیں ملاحظہ فرمائیں :

بندہ حصول قدم بوسی کی سعی میں ہے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ کامیاب ہوں گا مولانا الناظم و مولانا سیف، فضلین و عبدالعزیز و جملہ مہاجرین طلبہ سلام عرض کرتے ہیں'' [۳]

اس خط کے ساتھ ہی جنودِ ربانیہ کا خاکہ اور اس خاکہ کے مطابق عہدہ داران کے نام ہیں، مولانا کابلی جنود ربانیہ میں معین سالار (میجر جنرل) کے عہدہ پر تھے ! [۴]

ریشمی خطوط ڈائریکٹری کے پیش لفظ میں درج ہے :

اس ڈائریکٹری کا مقصد اُن لوگوں کی شناخت اور پہچان میں آسانی پیدا کرنا ہے جن کا ریشمی خطوط کی سازش سے براہِ راست تعلق تھا اور اسی سلسلے میں ان کی

---

[۱] تحریک شیخ الہندؒ ص ۳۶۱ [۲] تحریک شیخ الہندؒ ص ۳۵۹ [۳] تحریک شیخ الہندؒ ص ۳۶۲ [۴] تحریک شیخ الہندؒ ص ۳۶۵

کارروائیوں کو مختصر بیان کرنا ہے، یہ تمام تحریریں سی آئی ڈی کی مرتب کردہ رپورٹ کا ترجمہ ہے اور اسی کی زبان ہے'' ۱

ڈائریکٹری میں ۱۹۶ نمبر پر مولانا کابلیؒ کے بارے میں درج ہے :

''۱۹۶ : سیف الرحمٰن مولوی صاحب ولد غلام خان ساکن متھرا تھانہ شنکر گڑھ شمالی مغربی سرحدی صوبہ !

مولانا محمود حسن نے جہاد کی جو سازش تیار کی تھی اُس میں ایک اہم ترین شخص ہے سیف الرحمٰن درانی خاندان کا ہے، اس کا خاندان کابل سے ترکِ وطن کر کے پشاور آیا اور اسی ضلع میں سکونت پذیر ہوگیا۔ علی گڑھ میں مولوی لطف اللہ سے مذہبی تعلیم حاصل کرنے کے بعد سیف الرحمٰن بالآخر شاہ جہان پور کے اسلامیہ سکول کا ہیڈ ماسٹر بن گیا، اس کے بعد وہ ریاست ٹونک پہنچا اور ایک ریاستی سکول میں ملازمت اختیار کر لی تقریباً پانچ برس ہوئے سیف الرحمٰن دلی چلا گیا اور مسجد فتح پوری کے سکول کا ہیڈ ماسٹر بن گیا !

جون ۱۹۱۵ء تک وہ دلی میں رہا جبکہ مولانا محمود الحسن، عبیداللہ اور ابوالکلام آزاد کی اسکیموں کے تحت سرحد پار کر گیا، وہ حاجی صاحب ترنگ زئی پر اثر ڈال کر ان سے غلط اقدامات کراتا رہا، جن کا وہ خود ہی سیکرٹری بن گیا تھا، سیف الرحمٰن کے اثر سے حاجی صاحب ہمیشہ آزاد قبائل اور مجاہدین میں تعصب کا جوش پیدا کرنے میں سرگرمی سے مصروف رہتا ہے، ۱۹۱۵ء میں سرحد پار جو لڑائیاں ہوئیں ان کی ذمہ داری بڑی حد تک اس پر ہے، اب وہ کابل میں ہے، جنود ربانیہ کی فہرست میں میجر جنرل ہے حضرت مولانا کے نام عبیداللہ کے خطوط میں بھی اس کا ذکر ہے'' ۲

ہندوستان کی قسمت میں اس وقت انگریزوں کے تسلط سے آزادی مقدر میں نہیں تھی اس لیے

۱ تحریک شیخ الہندؒ ص ۳۸۵ ۲ تحریک شیخ الہندؒ ص ۴۷۳

آپ ایک عرصہ افغانستان ہی میں قیام پذیر ہوگئے آپ کی قبر پر نصب تعارفی کتبے سے آپ کے افغانستان کے کچھ حالات کا علم ہوتا ہے، کتبے پر درج ہے :

''فروری ۱۹۱۹ء میں امیر حبیب اللہ خان کے قتل کے بعد جب امان اللہ خان برسراقتدار آئے تو انہوں نے تمام مجاہدین اسلامیہ (کو) اپنے ساتھ ملاکر آزادی کی جدوجہد شروع کردی، افغانستان کی آزادی کے بعد افغانستان کی طرف سے مولانا سیف الرحمٰن کو سفیر بناکر بخارا، روس، یورپ اور سعودی عرب بھیج دیا گیا ! شاہ عبدالعزیز بن سعود کے ساتھ امان اللہ خان نے جو معاہدہ کیا اس معاہدہ میں آپ ہی کا ہاتھ کارفرما تھا ! سعودی عرب سے واپسی پر کچھ عرصہ افغانستان میں قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز رہے۔ اعلیٰ حضرت محمد نادرشاہ کے دور میں پہلی مرتبہ حج بیت اللہ اور روضہ رُسول ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔

۱۹۴۹ء میں مولانا سیف الرحمٰن ارضِ پاک کو اپنا ابدی قرار بنانے کی نیت سے چوتھی مرتبہ حج بیت اللہ کے لیے روانہ ہوئے مگر اس مرتبہ قدرت کو کچھ اور منظور تھا پشاور چارسدہ پہنچ کر مولانا قلب کی بیماری میں مبتلا ہوئے''

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی رحمہ اللہ مہتمم دارالعلوم دیوبند سفرِ افغانستان کے دوران نہ صرف آپ سے ملے بلکہ آپ کے گھر مہمان بھی رہے قاری صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

''میں جب ۱۳۵۸ھ میں افغانستان حاضر ہوا تو بقیدِ حیات تھے اور میرے ساتھ غیر معمولی محبت و ادب و احترام بلکہ نیازمندی سے پیش آتے تھے حالانکہ میں ان کا ایک حقیر خورد تھا، آپ زبردست مجاہد تھے جہاد کا جوش سینے میں اُبلتا ہوا رکھتے تھے ہٹلر نے جب یورپ پر حملہ کیا تو میں اُس وقت کابل ہی میں تھا اور اتفاق سے مولانا ہی کے مکان پر موجود تھا، حملہ کی خبر سنتے ہی جوشِ مسرت میں رو پڑے، سجدہ میں گر گئے اور فرمایا :

''خداوندا تیرا شکر ہے کہ بھیڑیوں میں باہم جنگ شروع ہوگئی جس سے انسان کے بچ جانے کی توقع ہوگئی'' ؁

علمی فیض :

مولانا سیف الرحمن کابلیؒ تحریک شیخ الہندؒ میں شمولیت سے قبل تمام عرصہ تدریس سے وابستہ رہے اس تمام عرصے میں نہ جانے کس قدر علماء نے آپ سے فیض حاصل کیا ہوگا، ناچیز نے مدرسہ عالیہ فتح پوری دہلی رابطہ کی کوشش کی تا کہ وہاں سے آپ کے مستفیدین کی تعداد معلوم کروائی جاسکے، مدرسہ رابطہ تو ہوا مگر معلوم یہ ہوا کہ مدرسہ عالیہ میں قدیم ریکارڈ بالکل بھی محفوظ نہیں ! !

ناچیز کا سلسلہ سند صحیح مسلم کے ذریعے آپ سے وابستہ ہے، ناچیز نے صحیح مسلم (۱۴۳۹ھ-۱۴۴۰ھ) میں جامعہ مدنیہ کریم پارک میں استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی محمد عقیل صاحب مدظلہم سے پڑھی، آپ نے ۱۴۱۲ھ-۱۴۱۳ھ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا مغفور اللہ مدظلہم سے پڑھی، انہوں نے ۱۳۸۴ھ-۱۳۸۵ھ دارالعلوم اسلامیہ سیدو شریف میں صحیح مسلم کتاب الایمان سے آخر تک حضرت مولانا عبدالمجید صاحب بازارگئیؒ سے پڑھی ؂ آپ نے مدرسہ عالیہ فتح پوری میں ۱۳۳۳ھ میں مولانا سیف الرحمن کابلیؒ سے پڑھی ! !

آخر میں آپ نے حرمین شریفین میں مستقل قیام کے ارادے سے سفر کیا، افغانستان سے آپ اپنے آبائی علاقہ متھرا نو تشریف لائے یہاں آپ کی طبیعت خراب ہوئی علاج معالجہ چلتا رہا مگر افاقہ نہ ہوا، بالآخر ۷ رجمادی الاولیٰ ۱۳۶۹ھ/ ۲۵ رفروری ۱۹۵۰ء بروز ہفتہ صبح نو بجے آپ کا انتقال ہوا ! آپ کی قبر متھرا نو ہی میں زیارت گاہ خاص و عام ہے ! !

۞ ۞ ۞

؁ تاریخ دارالعلوم دیوبند مرتبہ حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیبؒ ، ناشر : دارالاشاعت مولوی مسافر خانہ کراچی طبع اوّل ستمبر ۱۹۷۲ء ص ۷۳

؂ آپ کا تذکرہ راقم کے قلم سے ماہنامہ انوار مدینہ فروری ۲۰۲۵ء میں طبع ہوا ہے۔

اخبار الجامعہ

﴿جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور﴾

۲۵ ربیع الاوّل ۱۴۴۸ھ/ ۸ستمبر ۲۰۲۶ء جامعہ مدنیہ جدید کی مجلس شوریٰ کا اجلاس سرپرست جامعہ قائدِ جمعیة حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں جامعہ مدنیہ جدید کے انتظامی معاملات پر تفصیلی غور ہوا اور فوری طور پر یہ فیصلہ صادر کیا گیا کہ

مولانا رشید میاں صاحب مدظلہ انجمن جامعہ مدنیہ جدید کے امیر (مہتمم) ہوں گے

جامعہ کی شوریٰ کے اراکین میں تین ارکان کے اضافے کا فیصلہ کیا گیا

(١) حضرت مولانا صاجبزادہ خلیل احمد صاحب، سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

(٢) حضرت مولانا محبّ النبی صاحب، مہتمم دارالعلوم مدنیہ لاہور

(٣) اور حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، استاذ الحدیث جامعہ مدنیہ قدیم لاہور

کی تقرری بحیثیت رکنِ شوریٰ کی گئی !

مولانا مسعود میاں صاحب اور مولانا عکاشہ میاں کی اہم عہدوں پر تقرری کا اختیار امیر (مہتمم) انجمن جامعہ مدنیہ جدید لاہور مولانا رشید میاں صاحب کو سپرد کیا گیا !

بعد ازاں ۲۷ ربیع الاوّل ۱۴۴۸ھ/ ۱۰ستمبر ۲۰۲۶ء بروز منگل جامعہ مدنیہ جدید کے مہتمم حضرت مولانا سید رشید میاں صاحب مدظلہم نے جامعہ مدنیہ جدید کی مجلس شوریٰ کے اراکین کے مشورہ سے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ حضرت مولانا سید مسعود میاں صاحب مدظلہم کو جامعہ کا نائب مہتمم اور مولانا عکاشہ میاں صاحب کو ناظم الامور مقرر کیا جائے، جامعہ سے متعلق مزید کئی تنظیمی امور بھی طے کیے گئے ! !

وفیات

☆ ۱۸؍صفر المظفر ۱۴۴۸ھ/۲؍اگست ۲۰۲۶ء کو بانی جامعہ حضرت مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے خلیفہ ومجاز حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحبؒ کے اکلوتے صاحبزادے، مدرسہ تعلیم القرآن شریفیہ قرآن منزل کے مہتمم محترم قاری رشید احمد صاحب کراچی میں انتقال فرما گئے !

☆ ۵؍اگست ۲۰۲۶ء کو جامعہ مدنیہ کے مخلص خیر خواہ، تنظیم القراء والحفاظ ٹرسٹ پاکستان کے صدر محترم حافظ شہاب الدین صاحب قریشی کراچی میں انتقال فرما گئے !

☆ ۱۹؍ربیع الاوّل ۱۴۴۸ھ/۲؍ستمبر ۲۰۲۶ء کو برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلویؒ کے خلیفہ ومجاز، شیخ الحدیث مدرسہ عربیہ رائیونڈ حضرت مولانا محمد احسان الحق صاحبؒ انتقال فرما گئے، اللہ تعالیٰ حضرتؒ کی دینی خدمات کو قبول فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے !

☆ ۲۶؍ستمبر ۲۰۲۶ء کو جامعہ مدنیہ کریم پارک کے قدیم پڑوسی حاجی منظور احمد صاحب کے جواں سال بیٹے وقاص احمد بمرض کینسر وفات پا گئے !

☆ ۲۴؍ستمبر ۲۰۲۶ء کو جامعہ مدنیہ جدید کے فاضل مولانا زاہد خلیل صاحب کے والد گرامی جناب خلیل احمد صاحب اچانک کوٹ عبدالمالک میں وفات پا گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب ہو، آمین۔ جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین !

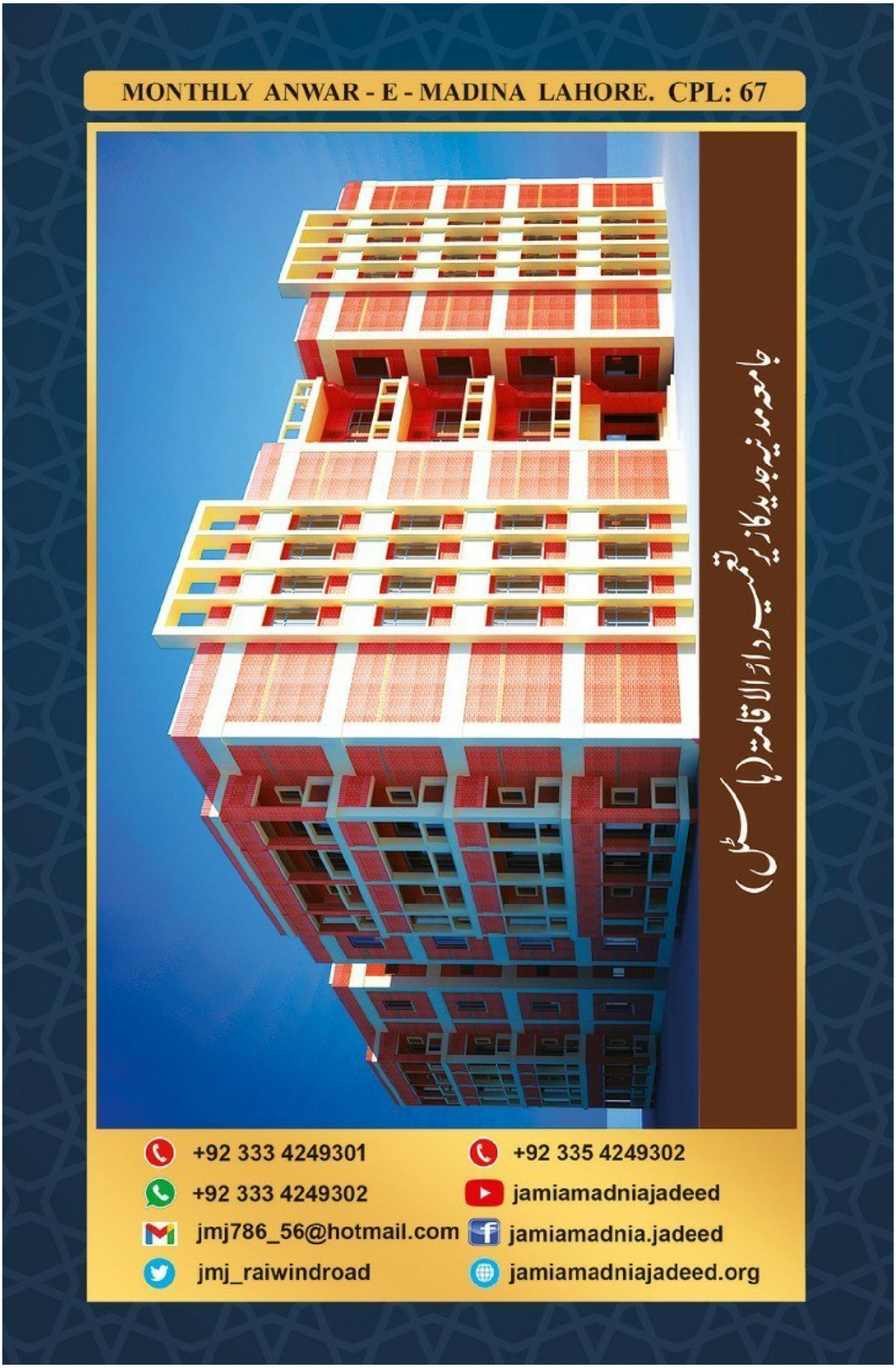
MONTHLY ANWAR - E - MADINA LAHORE. CPL: 67
جامعہ مدنیہ جدید کا زیر تعمیر دارالاقامہ (ہاسٹل)
+92 333 4249301
+92 335 4249302
+92 333 4249302
jamiamadniajadeed
jmj786_56@hotmail.com
jamiamadnia.jadeed
jmj_raiwindroad
jamiamadniajadeed.org